حیاتِ رشید

حضرت مولانا ابو محمد، محمد عبد الرشید قادری رضوی
کی خوشبوبار حیاتِ مبارکہ کا ایک باب

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

Marfat.com

حیاتِ رشید

نائب محدث اعظم پاکستان

حضرت مولانا ابو محمد محمد عبد الرشید قادری رضوی

کی خوشبو بار حیاتِ مبارکہ کا ایک باب

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

Marfat.com

سلسلہ کتب ۱۹۸

کتاب: .... **"حیات رشید"**

مولف: .... غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

ترتیب و تدوین: .... مولانا محمد منشا تابش قصوری

پروف ریڈنگ: ..... حافظ محمد طاہر رضا

صفحات: ۸۰

سن اشاعت: ...... شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ / اکتوبر ۲۰۰۲ء

مطبع: .... احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور فون: 7357159

ناشر: .... رضا اکیڈمی لاہور

ہدیہ: .... دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی لاہور

نوٹ

بیرون جات کے حضرات بیس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

محبوب روڈ۔ رضا چوک۔ مسجد رضا۔ چاہ میراں فون: 7650440

لاہور نمبر ۳۹

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

پہلی نظر

''حیات رشید'' کے نام سے یہ چند صفحات آپ کے پیش نظر ہیں ۔ اسے حضرت علامہ مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی علیہ الرحمہ کی مقدس زندگی میں سے ایک شعاع بھی قرار نہیں دیا جا سکتا، مگر آپ کے چہلم کی تقریب سعید پر مختصر سے وقت میں اہل عقیدت کے لیے یہ ''ارمغانِ محبت'' سے کم نہیں، مولانا غلام مصطفیٰ مجددی زید مجدہ نے یہ بہت ہی عمدہ تحفہ مرتب کیا ہے ۔ جو حضرت علامہ صاحب علیہ الرحمہ کے محبت پر دال ہے ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں مزید توفیق رفیق مرحمت فرمائے ۔

''حضرت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ'' اپنی شان و شوکت، تقویٰ و طہارت اور علو مرتبت کے لحاظ سے علمائے اہل سنت میں منفرد و ممتاز مقام پر فائز تھے ۔ آپ کے وصال سے تصلب فی الدین کا ایک باب ختم ہو گیا ۔ آپ کا اس قحط الرجالی کے عالم میں اٹھ جانا مسلک حق کے لئے عظیم صدمہ کا باعث ہے، رسائل و جرائد نے جہاں تک ممکن تھا آپ کی خدمات جلیلہ اور مقامات جمیلہ کو خراج محبت پیش کیا ۔ کثیر علماء کرام نے تعزیت نامے ارسال کئے، وقت کی کمی کے باعث انہیں ''حیات رشید'' میں شامل کرنے سے قاصر ہیں آئندہ ایڈیشن میں شائع کر دیے جائیں گے ۔ انشاء اللہ العزیز ۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ رب العزت جل مجدہ الکریم اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقے ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اور حضرت مرحوم کے جملہ روحانی و جسمانی پسماندگان کو صبر جمیل اجر جزیل نعمت اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ نعمتوں سے شاد کام فرمائے ۔ آمین ثم آمین ۔

غمزدہ: محمد مقبول احمد قادری ضیائی

رضا اکیڈمی لاہور

Marfat.com

ایک چراغ اور بجھا

پانچ ستمبر، چھبیس ۲۶ جمادی الاخریٰ کی ایک تاریک رات کے بارہ بجے فون کی گھنٹی بجی، میں نے رسیور اٹھایا۔ میرے خال محترم جناب ڈاکٹر محمد اقبال سلیم صاحب کی غمناک آواز آئی۔ انہوں نے سلامِ مسنون کے بعد یہ جانکاہ خبر سنائی کہ مولانا سمندری والے وصال فرما گئے ہیں۔'' میں نے کپکپاتے ہوئے پڑھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ، بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ قرآن پاک کے ان تسکین آمیز الفاظ میں کتنی گہرائی ہے۔ بڑے سے بڑا غم بھی ان کی پہنائیوں میں ڈوب جاتا ہے۔

انسان پھر انسان ہے۔ میرے دِل و دماغ پر عجیب سے خیالات چھانے لگے، عصرِ حاضر کی سیاہ راہوں پر جن خورشید صفت لوگوں کی انگلی پکڑ کر کوئی مسافر عافیت کے ساتھ منزلِ مراد تک پہنچ سکتا ہے، وہ لوگ ایک تسلسل کے ساتھ کوچ کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا عطا محمد بندیالوی، حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری، حضرت مولانا ضیاء اللہ قادری، حضرت علامہ سعید احمد مجددی، حضرت مولانا محمد عالم محدث سیالکوٹی، حضرت پیر سید عابد حسین شاہ علی پوری، یہ کیسے ''گنج ہائے گرانمایہ'' تھے، جنہیں خاک نے اپنی آغوش میں چھپا لیا ہے:

وہ اٹھے، درد اٹھا، حشر اٹھا
مگر دل تھا کہ بیٹھا جا رہا ہے

یہ لو! اب حضرت مولانا سمندری والے بھی رختِ سفر باندھ گئے، مجھے اپنی غزل کا یہ شعر یاد آ گیا۔

غم سہتے سہتے ہاتھوں سے اب صبر کا دامن چھوٹ گیا
امید کے چراغِ روشن پہ ایک اور ستارا ٹوٹ گیا

Marfat.com

یہ دور اہلِ سنت و جماعت کے لیے بہت نازک ہے، ہمارے راہنما سیاسی، مذہبی اور فکری میدانوں میں ایک دوسرے پر برچھیاں تان کر کھڑے ہیں، ہماری ناعاقبت اندیشی دوسروں کو آگے بڑھنے کے لیے زبردست مہمیز لگا رہی ہے۔ مسلکِ مہذب کے غم میں تڑپنے والا ایک اور فردِ مخلص اچانک دنیا چھوڑ گیا تو ایسے لگا، ایک چراغ اور بجھ گیا ہے۔ تاریکی اور بڑھ گئی ہے۔ مسافتیں اور طویل ہو گئی ہیں۔ ۷ ستمبر ہفتہ کے روز میں صبح سویرے سمندری شریف پہنچا، دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر الاسلام کا بیرونی دروازہ عبور کیا تو دیکھا کہ برآمدے میں ایک تازہ مزار نمودار ہو چکا ہے۔ سبز رنگ کی چادر پڑی ہے جس پر گلاب کے پھول خوشبو بکھیر رہے ہیں۔ دل میں ہوک اٹھی، لب پھڑکے، لفظ شعروں کے روپ میں بدل گئے۔

اک ماہتاب نور تھا وہ بھی چلا گیا
عشقِ نبی سے چور تھا وہ بھی چلا گیا
یوں تو رہا وہ زندگی بن کے میرے قریب
دنیا سے دور دور تھا وہ بھی چلا گیا

حضرت مولانا کی یادیں طوفان بن کر اٹھ رہی تھیں۔ میری طرح کے بیسیوں سوختہ جاں مزارِ پاک کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے، کوئی تلاوت کر رہا تھا، کوئی فرطِ درد سے آنکھیں لبریز کر رہا تھا، کوئی ٹکٹکی باندھ کر مزارِ پاک کی جانب دیکھ رہا تھا، میرے دِل میں خیال آیا کہ چالیسویں تک حضرتِ مولانا کی داستانِ حیات کا ایک باب ضرور رقم ہونا چاہیے۔ اور یہ کام مجھے ہی کرنا چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ میری یہ کاوش، حضرتِ مولانا کی حیات و تعلیمات پر تحقیق کرنے والے قلمکاروں کے لیے سنگِ میل کا نمونہ پیش کرے گی۔ وہ تو بادل کی طرح آئے اور کشتِ آرزو پر برس کر چل دیے۔ شجر روتے رہیں گے اور ان کی یادیں مناتے رہیں گے۔

Marfat.com

آثارِ حیات

حضرت مولانا ابومحمد محمد عبدالرشید قادری رضوی علیہ الرحمہ کے متعلق چند خاندانی آثار و معلومات بیان کی جاتی ہیں، آپ خود فرمایا کرتے تھے، فقیر کا خاندان ضلع گرداسپور (انڈیا) میں رہا کرتا تھا، والدِ ماجد حضرتِ مولانا صوفی دین محمد چشتی صابری بہت متبعِ سنت اِنسان تھے۔ انہوں نے عمدۃ العارفین حضرت شاہ سراج الحق گرداسپوری قدس سرہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور انہی کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر فرمائی۔ حضرت مولانا ایسے پاکباز انسان کے گھر یکم بیساکھ، ۱۳ اپریل ۱۹۲۷ء بمطابق ۱۳۴۸ھ نمازِ مغرب کے بعد پیدا ہوئے۔

حضرتِ مولانا کا گھرانہ شروع سے اسلامی اصولوں کا گہوارہ تھا، چونکہ والدِ ماجد نے امامت و خطابت کے فرائض سنبھال رکھے تھے، اس لیے مسجد اور گھر میں سینکڑوں بچوں اور بچیوں کو قرآنِ پاک پڑھایا کرتے تھے۔ بلا مبالغہ ہزاروں بچوں نے ان سے ناظرہ قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ قرآنِ پاک کی تعلیم و تربیت کو عام کرنے والا کس مقام پر فائز ہوتا ہے۔ زبانِ رسالت سے سنیے۔ **خیر کم من تعلم القرآن و علمه**، تم میں بہترین انسان وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔ آپ کے والد گرامی کثیر العیال تھے، والدہ محترمہ بھی نہایت عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں۔ ان دونوں پاکیزہ خصلت ہستیوں نے اپنی اولاد کو مذہبی خطوط پر چلایا۔ سب بیٹے، بیٹیاں ان کے حسنِ تربیت کی بدولت صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوئے۔

عقیدے کی مضبوطی سب کا طرہ امتیاز رہی۔ حضرتِ مولانا علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے، میرے والد ماجد اور والدہ محترمہ اللہ تعالیٰ کے ولی تھے، ذکر و فکر، بالخصوص تلاوت قرآن اور دلائل الخیرات شریف کا ورد نہایت پابندی سے کرتے تھے، فقیر نے کبھی ان کی نمازِ تہجد بھی قضا ہوتے نہیں دیکھی۔ نمازِ پنجگانہ کا تو بہت زیادہ اہتمام رہتا تھا۔ والد گرامی نمازِ مغرب کے بعد

Marfat.com

سب اہل وعیال کو ساتھ لے کر درودِ پاک کا ورد کرتے، بعد میں حضرتِ مولانا علیہ الرحمہ سے نعتِ پاک سنی جاتی۔نمازِ تہجد کے بعد ذکر بالجہر کا اہتمام کرتے۔

حضرتِ مولانا علیہ الرحمہ نے قرآنِ پاک ناظرہ کی تعلیم والدِ گرامی سے اور پرائمری تعلیم جناب بابا رستم علی المعروف ''باباھُو'' سے حاصل کی۔راقم الحروف نے حضرت ''باباھُو'' کی زیارت کی ہے اور ان سے کافی باتیں سیکھی ہیں۔انہوں نے بھی فرمایا تھا کہ ''تمہارے استاذِ گرامی مولانا عبدالرشید صاحب مجھ سے پڑھا کرتے تھے، اب تو وہ بہت بڑے عالم ہیں، کوئی لاکھ غصہ کرتا ہے لیکن وہ بات برحق کرتے ہیں'' حضرتِ ''باباھُو'' کو کثرتِ ذکر کی وجہ سے ''باباھُو'' کہا جاتا ہے۔یہ بھی حضرتِ خواجہ سراج الحق گورداسپوری علیہ الرحمہ کے مرید خاص اور خلیفہ مجاز ہوئے ہیں۔

حضرتِ مولانا علیہ الرحمہ نے بھی ایک مرتبہ فرمایا، ''باباھُو صاحب'' فقیر کے اُستادِ محترم ہیں۔فقیر ان سے ملنا چاہتا ہے۔''

حضرتِ مولانا کا خاندان مغل ہے، ابتداً آپ لوہارا، ترکھانہ کام سیکھنے کے لیے صوفی نواب دین صاحب کے پاس موضع چکراجہ میں بھی رہے۔صوفی نواب دین صاحب راقم الحروف کے نانا جان ہیں، راقم نے ان جیسا متقی اور خدا ترس اور صاحبِ فہم آدمی بہت کم دیکھا ہے۔ان کے برادرِ اکبر حضرتِ دائم الحضوری الحاج لعل الدین نُوری علیہ الرحمہ سے حضرتِ مولانا کی بڑی ہمشیرہ حضرت آپا جی منظور فاطمہ علیہ الرحمہ کا نکاح ہوا، یہ دونوں بزرگ بھی ازحد پاک سیرت وخصلت کے مالک تھے، ان کے گھر قطب العارفین حضرتِ مولانا محمد نورالدین نقشبندی برکتی قدس سرہ القوی کا قیام ہوتا تھا۔حضرتِ مولانا اور آپ کے دیگر بہن بھائیوں نے اور والدہ ماجدہ نے حضرتِ مولانا محمد نور الدین قدس اللہ روحہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی، حضرتِ قبلہ عالم قدس سرہ کو اس خاندان سے بہت محبت تھی۔اس خاندان کے ساتھ ایک اور ولی کامل حضرتِ مولانا محمد نومسلم علیہ الرحمہ کے گہرے تعلقات تھے، وہ

Marfat.com

ہندو گھرانے سے مسلمان ہوئے اور ولایت کے مدارج طے کیے۔ حضرت آپا جی منظور فاطمہ کا رشتہ بھی انہوں نے طے کرایا تھا۔ ایسے عظیم لوگوں کے درمیان حضرتِ مولانا گوہر شاداب کی طرح پروان چڑھتے رہے۔

صحبتِ صالح ترا صالح کُند

حضرت مولانا کی عمر مستعار ۲۰ برس تھی کہ پاکستان معرضِ وجُود میں آیا۔ تشکیلِ پاکستان کے بعد آپ کا خاندان موضع گڈیاں ۳۷ گ ب ضلع فیصل آباد میں رہائش پذیر ہو گیا، آپ کے والدِ گرامی نے یہاں آ کر بھی تعلیم قرآن کی خدمت سرانجام دی۔ گویا انقلابِ زمانہ بھی ان کی استقامت میں خلا نہ پیدا کر سکا، موضع گڈیاں میں آپ نے اپنے بڑے بھائی مولانا محمد بشیر صاحب کے ساتھ مل کر ایک کارخانہ لگایا۔ چکراجہ ضلع گورداسپور کے سارے مسلمان بھی ہجرت کر کے گڈیاں میں رہنے لگے تھے اِس لیے حضور قبلہ عالم مولانا نورالدین نقشبندی علیہ الرحمہ بھی وہاں اکثر تشریف فرما ہوتے اور حسبِ سابق انہیں اپنے فیوضات سے نوازتے رہے۔ ان کا قیام حضرتِ مولانا علیہ الرحمہ کے ہاں بھی ہوتا تھا۔ آپ حضرتِ مجددالف ثانی علیہ الرحمہ کے مکتوباتِ شریفہ کا باقاعدگی سے درس دیا کرتے تھے، حضرتِ مولانا علیہ الرحمہ کو حکم فرماتے کہ عبدالرشید! تم اٹھ کر پڑھو! آپ پڑھتے تو عبارتِ مکتوبات کی نہایت عارفانہ تشریح فرماتے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے عقیدے کی مضبوطی حضرتِ مجدد علیہ الرحمہ کے مکتوبات کی بدولت نصیب ہوئی ہے۔ اور دینی تعلیم کی لگن حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمہ کی بارگاہ سے ملی ہے۔ فقیر ان کی دعاؤں کے صدقے یہاں تک پہنچا ہے، فقیر نے ان جیسا غیرت مند بزرگ آج تک نہیں دیکھا'' حضرتِ مولانا اپنے شیخ کریم مولانا محمد نورالدین قدس سرہ کا ذکرِ خیر کرتے رہتے تھے، ان کے وصالِ پاک (۱۹۵۵ھ) کے بعد بھی آپ کا یہ معمول تھا کہ ان کے مزارِ اقدس (نزد عیدگاہ شکرگڑھ) کی حاضری میں کمی نہ آنے دی۔

حضرتِ مولانا میں علم دین کی بہت تڑپ تھی۔ شادی ہو چکی تھی، دو بچے تھے لیکن اس

Marfat.com

تڑپ میں کمی نہ آئی۔ فرمایا کرتے تھے، علمِ دین کے حصول کے لیے عمر اور شادی کا بہانہ بھی عجیب ہے، فقیر کی شادی ہو چکی تھی، پھر بھی علمِ دین حاصل کیا، فقیر کے رزق میں کوئی تنگی نہ آئی۔ علم دین حاصل کرو، بھوکے رہو گے تو فقیر کا گریبان پکڑ لینا، پھر حدیثِ پاک بیان فرماتے، من طلب العلم تکفل الله له برزقه، جو شخص علمِ دین حاص کرے اللہ تعالیٰ (دونوں جہانوں) میں اس کے (ظاہری باطنی) رزق کا ذمہ دار ہے، (کنوز الحقائق)۔

حضرتِ مولانا قدس سرہ کی طبیعت مبارک میں شروع سے ہی زہد وتقویٰ، رُوحانیت اور دین کی محبت کا عنصر غالب تھا۔ قرآنِ پاک کا فرمان ہے، ''جو ہمارے لیے جہد کرتے ہیں ہم ان کے لیے کئی راستے کھول دیتے ہیں۔'' اس فرمان کے مصداق، آپ کی تڑپتی روح کو بھی ''چشمہ صافی'' نصیب ہو گیا۔

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
(اعلیٰ حضرت)

قبلہ شیخ الحدیث : یہ ۱۹۵۴ء کی بات ہے۔ آپ کے والدِ گرامی فرمانے لگے کہ ''تم نوجوان ہو، قد آور ہو، فوج میں بھرتی ہو جاؤ، نوکری مل گئی تو مستقبل اچھا ہو جائے گا۔ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ فقیر والد گرامی کے حکم سے لاہور آیا اور دربارِ داتا پہ حاضری دی۔ فقیر نے حضور داتا گنج بخش لاہور قدس اللہ روحہ کی بارگاہِ کرم میں نہایت خلوص کے ساتھ عرض کی، ایک طرف دنیا کی نوکری ہے اور دوسری طرف دین کی نوکری۔ جو میرے لیے بہتر ہے وہ حال ہو جائے۔ اسی دوران لائل پور فیصل آباد کے جھنگ بازار میں عشقِ مصطفیٰ کے جام تقسیم ہو رہے تھے، میکدہ رضا کا ''پیر مغاں'' تشنہ کاموں کی تشنگی کافور کر رہا تھا۔ اس کے علم وفضل کے شہرے پورے پاکستان میں عام تھے۔ لوگ دور دراز سے آتے اور علم کے جواہر آبدار سے مالا مال ہو جاتے، یہ ''پیر مغاں'' کون تھا، یہ دینِ احمد کا سردار تھا راہِ سنت کا

Marfat.com

علمبردار تھا عشقِ مصطفیٰ کا شاہکار تھا جسے زمانہ ''مولانا ابو الفضل سردار احمد محدثِ اعظم پاکستان'' کے نامِ مبارک سے یاد کرتا ہے۔ حضرتِ مولانا علیہ الرحمہ نے کئی بار بیان فرمایا کہ فقیر اپنے کارخانے کے لیے تیل لینے لائل پور آیا، فقیر کا بھانجا محمد اقبال سلیم (راقم کا خالِ محترم) بھی ہمراہ تھا، ہم دونوں نے حضرتِ قبلہ شیخ الحدیث محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی زیارت کی۔ آپ کے نورانی چہرے پر نظر پڑی تو ہمیشہ کے لیے قربان ہونے کو دل چاہا۔

بس اک نظر سے نظر ملانے کی دیر تھی
پھر کیا ہوا، خدا کی قسم جو ہوا، ہوا

حضرتِ داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے آستانے پر مانگی گئی دعا قبول ہو چکی تھی، بیقراری کو آخر قرار آ ہی گیا۔ وہ جانِ مراد مل گیا جس کے لیے زندگی کا ہر لمحہ بے تاب دکھائی دیتا تھا۔ آپ نے گھر آ کر والدِ گرامی سے مشورہ کیا۔ انہوں نے اجازت دی اور آپ جامعہ رضویہ منظرِ اسلام لائل پور میں داخل ہو گئے۔ چونکہ آپ کے والد گرامی، حضرتِ قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے ''پیر بھائی'' تھے، اس لیے بھی اور حضرتِ مولانا کے جذب کامل کو دیکھتے ہوئے بھی انہوں نے خصوصی عنایات سے سرفراز فرمایا۔ آپ کو اپنا قریبی کمرہ دیا تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کر سکیں۔ اکثر تبلیغی سفروں میں بھی آپ کو اپنے ساتھ رکھا۔ ادھر حضرتِ مولانا نے بھی ان سنہری لمحات کا خوب فائدہ اٹھایا اور ان کی علمی و عملی شعاعوں سے دامنِ دل کو معمور کر لیا۔ حضرتِ قبلہ شیخ الحدیث ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے، ان کے پاس طلبِ صادق لے کر آنے والا یہ مسافر کیسے محروم رہ سکتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے، کہ فقیر جو دن کو علم حاصل کرتا، رات گئے تک اس کی تکرار کرتا رہتا تھا۔ حضرتِ مولانا کے دیگر ہم جماعت افراد بھی بعد میں علم وفکر کے شہسوار دکھائی دیئے۔ آپ نے جامعہ رضویہ سے دورہ حدیث مکمل کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے، حضرتِ قبلہ شیخ الحدیث بہت مہربان تھے، وہ طلباء کے ساتھ ایک شفیق باپ کی طرح سلوک فرماتے، ایک مرتبہ ان کی دوا کا وقت ہوا، فقیر سے دوا ضائع ہو گئی۔ فقیر بہت

Marfat.com

گبھرایا مگر آپ نے مسکرا کر فرمایا، کوئی بات نہیں، اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ یہی وہ عفو و درگزر تھا جس نے ہزاروں دلوں پر راج کیا ہے۔ جو آتا تھا بس انہی کا ہو کر رہ جاتا تھا۔ جامعہ رضویہ میں آپ نے حضرت مولانا احسان الحق رضوی اور حضرتِ مولانا غلام رسول شارح بخاری علیہما الرحمہ سے بھی فیضِ علم حاصل کیا۔ آپ نے حضرت مولانا معین الدین شافعی علیہ الرحمہ سے بھی فنون کی کتابیں پڑھیں۔

''جامعہ رضویہ'' میں تاجدارِ بریلی امام اہلِ سنت حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمتہ الرحمان کے دریائے فیض کی جولانیاں تھیں۔ وہاں سے حضرتِ مولانا کو ''قادری رضوی'' فیض کی دولت ملی اور سب دولتوں پر غالب آ گئی۔ آپ حضرت قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہو گئے۔ اور قادری معمولات کے مطابق زندگی بسر کرنے لگے، حضرتِ شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے آپ کی طبیعت میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ، اور حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ الرحمان کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی، آپ کی گیارہ سالہ صحبت بابرکت نے حضرتِ مولانا کو سراپا رضویت بنا دیا۔ اس کے بعد جہاں بھی گئے انہی بزرگوں کے سلسلہ عالیہ کو فروغ دیا۔ یوں تو آپ کو تین سلسلوں کا فیضان حال تھا۔ والدِ گرامی کی طرف سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ، حضرت مولانا نور الدین قدس اللہ روحہ کی طرف سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اور حضرتِ محدث اعظم پاکستان کی طرف سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ سے مستفیض ہوئے، آپ لوگوں کو سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت کیا کرتے تھے اور ''رضوی رنگ'' چڑھایا کرتے تھے۔ یہ شعر اکثر آپ کی زبان پر جاری رہتا تھا۔

احمد رضا کے فیض کا در ہے کھلا ہوا
ہے قادری فقیروں کا جھنڈا گڑا ہوا

شکر گڑھ میں ورد مسعود: یہ ۱۹۶۲ء کی بات ہے۔ شکر گڑھ تعلیمی و تعمیری اعتبار سے بہت پس ماندہ علاقہ تھا۔ لوگ از حد سادہ تھے اور انہیں حق و باطل کے

Marfat.com

درمیان کوئی امتیاز نہیں تھا۔ شہر چھوٹا تھا جو مسجدیں تھیں ان پر بدمذہب لوگ مسلط تھے۔ اور وہ سادہ مزاج لوگوں کے ایمان سے کھیل رہے تھے۔ اہل سنت و جماعت کی ایک ہی مرکزی مسجد تھی جس میں صلح کلی قسم کے علماء آتے جاتے رہتے تھے، باقی تمام مساجد میں بدعقیدہ لوگوں کو قبضہ تھا، مولوی خداداد وغیرہ مقلد اور مولوی عبدالمجید دیوبندی جیسے لوگ اپنے مسالک کی تبلیغ واشاعت میں مصروف تھے۔ شہر کے موثر افراد کا جھکاؤ ان کی طرف تھا۔ اس دور میں رانا غلام رسول صاحب، جناب صدیق ملک، جناب صوفی عبدالرحمان صاحب اور جناب علامہ عنایت ملک صاحب کی گہری دوستی تھی، اور یہ افراد اہل سنت و جماعت کا دفاع کرتے تھے، جناب جمال الدین صاحب شکر گڑھ تھانے کے انچارج تھے، بہت مضبوط سنی مسلمان تھے۔ وہ گاہے بگاہے حقوقِ اہلِ سنت کی نگہداشت کرتے رہتے تھے، ایک دفعہ شہر میں انتشار پڑ گیا تو فیصلے کے لیے ڈی۔ سی سیالکوٹ ''پونی گر'' شکر گڑھ میں آیا۔ شہر کے تمام سرکردہ لوگوں نے مذکورہ چار افراد کو قصوروار ٹھہرایا تو اس نے ان کو طلب کیا۔ سوال جواب ہوتے رہے۔ ''پونی گر'' ہندو مذہب کا آدمی تھا، اس نے پوچھا کہ دیوبندیوں اور سنیوں میں کس بات کا اختلاف ہے۔ ملک صدیق صاحب نے کہا، دیوبندی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم پاک کا سایہ مانتے ہیں اور سنی کہتے ہیں کہ جسم پاک کا سایہ نہیں تھا، کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لباس بشر میں نور بن کر آئے۔ پونی گر کہنے لگا، ہم نے بھی یہی پڑھا اور سنا ہے کہ مسلمانوں کے نبی کا سایہ نہیں تھا۔ شہر کے سرکردہ لوگ بولے کہ جناب یہ چاروں فتنہ باز ہیں، پونی گر نے کہا نہیں یہ چاروں صحیح ہیں۔ آپ سب لوگ فتنہ باز ہیں۔ پھر اس نے انتظامیہ کو حکم دیا کہ ان سب گستاخانِ نبی کو گرفتار کرلیا جائے، یہی لوگ نقص امن کے ذمہ دار ہیں۔ خیر انہوں نے معذرت کی تو معاملہ رفع ہوگیا انہی دنوں ان ذمہ دار افراد نے حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب سے کہا کہ کسی عالم دین کو ''ملکوں والی مسجد'' میں متعین کیا جائے۔ حضرت آسی آئی۔ ٹی۔ ہائی سکول میں ٹیچر تھے۔ اور وہ بھی شہر کے سنی

Marfat.com

مسلمانوں کی بے حسی پر پریشان رہتے تھے۔ لوگوں کو مسلک مہذب کے عقائد و نظریات کا شعور نہیں تھا یا پھر ان کی حقانیت کے دلائل کا علم نہیں تھا۔ دوسرے لوگ قرآن و حدیث کا نام لے کر لوگوں کو گمراہ کر رہے تھے۔ مولوی عبدالمجید دیوبندی صاحب اتنے منہ زور تھے، کسی نے پوچھا ''مولوی صاحب گیارہویں دینی چاہیے یا نہیں؟ جواب دیا، مجھے نہیں علم کہ یہ تمہاری بہن ہے'' میاں رشید جس کے نام پر محلہ رشید پورہ کا نام ہے، تحصیل دار تھا اور دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ اسی مسلک کے فروغ میں مشغول تھا۔ ایسی گھمبیر صورت حال میں حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب اور ان کے شاگردِ خاص جناب چودھری بشیر سالک صاحب جو گجرات پہنچے اور حکیم الامت حضرتِ مولانا مفتی احمد یار خان بدایونی (علیہ الرحمہ) سے مدعا بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ وزیر آباد میں شیخ القرآن حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ تفسیر القرآن کا دورہ کرا رہے ہیں وہاں کافی فاضل دوست جمع ہیں، ہوسکتا ہے کہ کوئی عالم وہاں کی صورتِ حال سنبھالنے کے لیے مل جائے۔ حضرت حکیم الامت کے فرمان پر یہ دونوں حضرات وزیر آباد آئے۔ اور حضرت شیخ القرآن سے بات کی، انہوں نے فرمایا، ایک صوفی صاحب تفسیر القرآن کا دورہ کر رہے ہیں، ان سے بات کرتے ہیں، یہ صوفی صاحب حضرت مولانا ابومحمد محمد عبدالرشید قادری رضوی تھے، پھر آپ ان حضرات کی تحریک پر فروری، رمضان المبارک ۱۹۶۲ء کو ایک جمعہ المبارک پڑھانے کے لیے شکر گڑھ تشریف لائے۔ آپ نے پہلی تقریر میں ہی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا، لوگ حضرت مولانا کے گرویدہ ہو گئے اور ان کو مستقل قیام کے لیے راضی کر لیا۔ ادھر وزیر آباد میں سب ساتھی منتظر تھے، نجانے صوفی صاحب کیوں نہیں آئے۔ حضرت شیخ القرآن نے فرمایا ''میں نے دیکھا ہے کہ صوفی صاحب بالکل ٹھیک ہیں''۔

حضرت مولانا نے شکر گڑھ کی جامع مسجد کا نام ''جامع مسجد نور'' رکھا، اور جامعہ امجدیہ رضویہ قائم کیا، عربی تدریس کی کلاس شروع کی جس میں حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی

Marfat.com

صاحب نے بھی داخلہ لیا۔ اور صرف ونحو کی پہلی کتاب حضرت مولانا سے پڑھی۔ حضرت قبلہ آسی صاحب ادام اللہ ظلہ کا بیان ہے، حضرتِ مولانا، میرے ساتھ بہت محبت فرمایا کرتے تھے، انہوں نے کئی مرتبہ فرمایا جب میں شکر گڑھ آیا کرتا تھا تو نالہ بئیں کی گھاٹیوں کو دیکھ کر دعا کیا کرتا تھا، مولا کریم! اگر شکر گڑھ میں نہیں تو ان گھاٹیوں سے کوئی آدمی پیدا کر دے جو یہاں کے حالات ٹھیک کر دے پھر فرماتے، میری دعا آپ کی صورت میں قبول ہوئی ہے۔

حضرت قبلہ آسی صاحب نے مزید بیان فرمایا کہ میرا اور حضرتِ مولانا کا تعلق بہت گہرا تھا۔ ان کے صاحبزادہ محمد غوث رضوی، ان دنوں بچے تھے، محمد غوث رضوی کو بھی میرے ساتھ بہت انس تھا۔ انہی ایام میں صوفی عبدالمجید رضا آبادی سریا والے بھی حضرتِ مولانا کے حلقہ احباب میں شامل ہوئے اور علم دین حاصل کرنے لگے۔ یہ ایوب خان کا زمانہ تھا۔

اس زمانے کا مشہور واقعہ ہے کہ رمضان کی ۲۹ تاریخ کو عید کا چاند نظر نہیں آیا تھا، پھر بھی رات کے دو بجے حکومت نے حکم دیا کہ صبح عید ہوگی۔ دراصل صبح کو اپوزیشن نے زبردست ایجی ٹیشن کی کال دی تھی اور حکومتِ وقت اس کاروائی کو روکنے کے لیے عوام کو عید کے چکر میں دلانا چاہتی تھی، شکر گڑھ میں بھی فوجی آفیسر یہ حکم لے کر مرکزی جامع مسجد کے خطیب کے پاس آئے اور کہا کہ رات کے دو بجے اعلان کر دو، حضرات عید کا چاند نظر آ گیا ہے لہٰذا صبح عید ہو گی، یہ سراسر زیادتی تھی، اب ان فوجی آفیسرز کو کیا خبر تھی کہ ان کا پالا کس ''مردِ آہن'' کے ساتھ پڑا ہے۔ حضرتِ مولانا اس جبر کے سامنے ڈٹ گئے اور کھل کر فرمایا، صبح عید نہیں ہو سکتی، رات کے دو بجے چاند نظر آنے کی تک ہی کیا ہے؟ ''جی حضوری'' مولویوں نے اعلان کر دیا مگر آپ نے عزیمت واستقامت کا مظاہرہ کیا اور اپنے نمازیوں کے ساتھ صبح روزہ رکھا۔ اس طرح شہر میں ''دو عیدیں'' منائی گئیں، آج بھی کئی مخالفین کہتے ہیں کہ ''مولوی رشید نے دو عیدیں کروا دیں'' گویا ان کے نزدیک حضرتِ مولانا کی ایسی استقامت کی کوئی وقعت نہیں۔ حالانکہ ڈکٹیٹر حکومت کے ساتھ ٹکر لینی اور حق بات واضح کرنی ان کا واقعی کارنامہ ہے۔

Marfat.com

جسے کوئی منصف مزاج آدمی نہیں جھٹلا سکتا۔

ایک مرتبہ آپ پر مقدمہ ہوگیا، آپ کو کچہری میں طلب کیا گیا تو جج کے سامنے عمامہ شریف باندھے ہوئے اور ہاتھ میں عصا مبارک لیے ہوئے عدالت میں حاضر ہو گئے۔ جج نے کہا ''یہ سوٹی لے کر عدالت میں آنا خلاف قانون ہے'' آپ نے فرمایا ''بندہ خدا! یہ سنت مصطفیٰ ہے'' اس پر جج لاجواب ہوگیا اسی طرح ایک مرتبہ ایک بدمذہب جامع مسجد نور میں نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے طالب علموں کو حکم دیا کہ اسے اٹھا کر باہر چھوڑ آئیں۔ ایک مرتبہ شیعہ حضرات نے مقدمہ کر دیا تو آپ عدالت میں ان کی کتابیں لے کر حاضر ہو گئے، جج صاحب سے کہا ان سے کہیں کہ ہماری بات نہ مانیں، اپنی کتابوں اور اپنے عالموں کی بات تو مانیں، انہوں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر عدالت نے کہا کہ آپ مولانا کا جواب دیں۔ جب آپ کی کتابیں بھی مولانا کی تائید کر رہی ہیں تو میں ان کو کیسے جھٹلا سکتا ہوں۔ یہ واقعہ صوفی خالد رضوی نے بیان کیا ہے۔ پھر آپ شکر گڑھ میں چند سال رہے اور ناگزیر وجوہات کی بنا پر شکر گڑھ سے گوجرانوالہ منتقل ہو گئے۔ شکر گڑھ میں اہل سنت و جماعت کی پہچان اور بد مذہبوں کا بطلان حضرتِ مولانا کا سنہری کارنامہ ہے۔ آپ نے اپنے فکر و عمل سے بتا دیا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ حضرتِ مولانا جس بات کو حق جانتے تھے، اس پر سختی سے عمل کرتے اور کرواتے تھے، اور جس کو غلط سمجھتے تھے، اس کو سختی سے رد کرتے تھے، اگر کوئی اپنا عزیز بھی رکاوٹ بنتا یا کوئی دوست بھی آڑے آتا تو اس کی ہرگز پرواہ نہیں کرتے تھے، مصلحت کوشی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ زمانہ تبدیل ہوتا رہا۔ مگر ان کی عادات ویسی کی ویسی رہیں۔ یہاں تک کہ محبوبِ حقیقی سے جا ملے۔

شکر گڑھ قیام کے دوران آپ فرمایا کرتے تھے، حضرتِ محدثِ اعظم پاکستان کو حضور داتا صاحب لائل پور میں لائے اور مجھے حضور پیر سید علی حسین شاہ صاحب نقش لاثانی علی پوری قدس سرہ شکر گڑھ میں لائے۔ حضور نقش لاثانی کو بھی آپ سے محبت تھی۔ ایک مرتبہ مولانا

Marfat.com

غلام رسول جھنگوی نے ''دعا بعد نماز جنازہ'' کے موضوع پر کتاب لکھی اور اس کے مقدمہ میں حضرتِ مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری کے خلاف کچھ تحریر کر دیا۔ حضور نقش لاثانی نے اسے پڑھ کر فرمایا ''مولوی جی، ایسی کتاب کو پرے رہنے دو، ہمیں آپس میں نہیں لڑنا چاہیے، مولانا غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ نے سارے نسخے نذر آتش کر دیے۔ یہ محبت کی دلیل ہے کہ تاجدارِ علی پور شریف حضرتِ مولانا کے خلاف کوئی بات پسند نہیں کرتے تھے اور ان کو اپنا سمجھتے تھے۔

گوجرانوالہ میں بھی آپ نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فریضہ سرانجام دیا، یہاں تک کہ لوگ کہتے کہ ''مولوی عبدالرشید صاحب تو ہر وقت بدمذہبوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں''۔ ان بیچاروں کو کیا معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ شیر اپنے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دشمنوں اور باغیوں کے لیے پیدا کیا تھا۔ جس کی رگ رگ میں رضا کے نیزے کی برق باریاں دوڑ رہی تھیں۔ گوجرانوالہ قیام کے دوران بھی شکر گڑھ سے دردمند سنی حضرات مولانا کے پاس جاتے رہے اور شکر گڑھ واپس آنے کے لیے کہتے رہتے، اور احباب نے گزارشات پیش کیں، آپ تشریف لے آئے اور جامع مسجد نقشبندیہ میں قیام فرمایا وہاں سے پھر جامع مسجد نور میں امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے۔

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

دور دراز کے علاقوں سے لوگ آ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بیعت کا شرف حاصل کرتے رہتے۔ اور آپ بھی تبلیغی دوروں کے ذریعے لوگوں میں مسلکِ مہذب کا شعور بیدار کرتے رہے۔ اس دوران آپ نے کئی بدمذہبوں سے مناظرے بھی کیے اور دلائلِ قاہرہ سے انہیں شکست دی۔ خانووال کا مناظرہ بہت مشہور ہوا۔ آپ بھی اپنی تقریروں میں اس مناظرے کا ذکر کرتے تھے۔ اور مخالفین کی بدحواسیوں کو عام فرماتے۔

Marfat.com

سمندر میں نزولِ جلال : ملک میں ہنگامی حالات تھے۔ حکومتیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھیں۔ اہل سنت و جماعت کے سیاسی راہنما قلابازیں کھا رہے تھے۔ بھٹو کی سوشلسٹ تحریک زوروں پر تھی، مشرقی پاکستان کے دولخت ہونے کے سامان بن رہے تھے۔ ان حالات میں حضرتِ مولانا نے اپنے مخصوص حلقوں میں آوازِ حق بلند کی کہ بھٹو بھی قوم کا خیر خواہ نہیں اور جن بد مذہبوں کے ساتھ ہمارے لیڈر اتحاد کرتے پھر رہے ہیں، وہ بھی خیر خواہ نہیں۔ آپ میں ہمیشہ یہ درد پروان چڑھتا رہا کہ کسی طرح ''سوادِ اعظم'' خود اپنے پلیٹ فارم پر یکجان ہو جائے اور ہر قسم کی طاغوتی طاقت کا مقابلہ کرے۔ حضرتِ مولانا یہی درد لے کر سمندری میں آ بسے اور لائل پور کی اس تحصیل کو ''سمندری شریف'' بنانے میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے سمندری شریف میں ''دارالعلوم غوثیہ رضویہ مظہرِ اسلام'' اپنی جگہ لے کر قائم فرمایا اور ساتھ نہایت سادہ برآمدے کی صورت میں ایک مسجد تعمیر کی۔ مدرسے کے ساتھ چند کمروں پر مشتمل سادہ سی رہائش گاہ بنائی اور ہر قسم کے تکلف اور بناوٹ سے قطعی بے نیاز ہو کر خدمتِ دین کا فرض ادا کرنے لگے۔ سمندری شریف کے گرد و نواح سے طلباء کا جمِ غفیر اکٹھا ہونے لگا، تجوید و قرات کے سالانہ دورے مقرر ہوئے۔ صرف و نحو، حدیث و فقہ کی کتابوں کی تدریس شروع ہوگئی، حفظِ قرآن کا شعبہ قائم ہوگیا۔ فخر العلماء حضرتِ مولانا قاری محمد افضال رضوی، حضرتِ مولانا قاری محمد سجاد رضوی، حضرتِ مولانا محمد ناصر رضوی، حضرتِ مولانا صاحبزادہ محمد غوث رضوی، حضرتِ مولانا صاحبزادہ قاری محمد نعیم رضوی، حضرتِ مولانا محمد اکرم رضوی، حضرتِ مولانا رانا محمد ارشد رضوی، حضرتِ مولانا قاری علی محمد رضوی، حضرتِ مولانا محمد ظفر رضوی، حضرتِ مولانا محمد افضل قادری، حضرتِ مولانا محمد شوکت رضوی اور ہزاروں علماء فضلاء اس چشمہ علم و فضل سے سیراب ہوئے۔ راقم الحروف کو بھی سمندری شریف کے دستر خوانِ نعمت سے ریزہ خواری کا شرف حاصل ہوا ہے۔ حضرتِ مولانا علماء کرام کی ایک باعمل جماعت تیار فرمائی جو سمندری شریف کے گرد و نواح میں پھیلے ہوئے ''چکوں'' میں بد مذہبی

Marfat.com

کے اثرات زائل کرنے لگی، سمندری شریف میں آپ خود درسِ تجوید، درسِ حدیث اور درسِ فقہ پڑھاتے رہے۔ جمعہ المبارک کو پاکستان کے مختلف علاقوں میں تشریف لے جاتے۔ اور مسلک حق کی خوب ترجمانی فرماتے، آپ نے سمندری شریف میں جا کر بھی علاقہ شکر گڑھ کو فراموش نہ کیا۔ آپ کے اکثر جمعہ المبارک شکر گڑھ، نارووال، سیالکوٹ، لاہور کے علاقوں میں گزرتے تھے۔ اور اکثر جمعراتیں حضور داتا علی ہجویری قدس سرہ کے قدموں میں بسر ہوتی تھیں۔

مناظرہ ہوا: سمندری شریف قیام کے دوران حضرتِ مولانا ابو محمد محمد عبد الرشید قادری رضوی قدس اللہ روحہ نے ایک تاریخی مناظرے میں بد مذہبوں کو شکست فاش دی۔ یہ ۱۸ جمادی الآخر ۱۳۹۳ھ بمطابق ۱۹ جولائی ۱۹۷۳ء بروز جمعرات کی بات ہے۔ چک ۴۶۸ گ ب نزد سمندری شریف کے غیور سنیوں نے دیوبند وہابیہ کی کفریہ عبارتیں دکھانے کے لیے حضرتِ مولانا کو متعین کیا۔ اور دیوبندی وہابی حضرات نے گستاخانہ کفریہ عبارتوں کو اسلامی ثابت کرنے کے لیے چھ دیوبندی، وہابی مولویوں کو مقرر کیا۔

۱۔ مولوی محمد حسین صدر مدرس ضیاء العلوم سرگودھا

۲۔ مولوی محمد امین موضع اترا

۳۔ مولوی محمد امیر میانوالی

۴۔ مولوی امداد الحسن تاندلیانوالہ

۵۔ مولوی عمر حیات لائل پور

۶۔ مولوی عطاء اللہ بندیالوی، سرگودھا

حضرتِ مولانا علیہ الرحمہ نے جب اپنی گونجدار آواز سے ان کی کفریہ عبارات پڑھ کر سنائی تو لوگ سن کر حیران ہو گئے۔ ساری رات مناظرہ ہوتا رہا لیکن وہ ''چھ مولوی'' کفریہ عبارات کو اسلامی ثابت نہ کر سکے۔ اسی وقت سینکڑوں لوگ پختہ سنی بن گئے، جس مسجد میں

Marfat.com

مناظرہ ہوا، وہاں کا امام محمد عبداللہ پہلے دیو بندی تھا۔ پھر توبہ کر کے سنی بن گیا، صبح کی اذان ہوتے ہی وہ سب مولوی اور مقتدی بھاگ گئے، مسجد پر اہل سنت و جماعت کا قبضہ ہو گیا۔

اس مناظرے کا نتیجہ یہ نکلا کہ دیو بندی مناظر کو مجبور ہو کر لکھنا پڑا کہ ''اس کتاب صراطِ مستقیم اور دیگر کتب دیو بندیہ، وہابیہ میں حضور علیہ السلام کی گستاخی ضرور ہے۔ آپ کی شان مبارک میں گستاخی کرنے والا کافر ہے''۔ آگے ''محمد حسین'' دستخط موجود ہیں۔ اب ہم چند کفریہ عبارات نقل کیے دیتے ہیں تاکہ ہمارے قارئین کرام کو معلوم ہو سکے کہ ان لوگوں کو ایمان کی جان حضور جانِ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا شان سے کس قدر بغض ہے۔ اور حضرتِ مولانا ایسے گستاخانِ رسول سے سختی کرنے میں بالکل حق بجانب تھے۔

۱۔ خدا تعالیٰ کذب بولنے پر قادر ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۲۷۴)

۲۔ ہر مخلوق بڑا ہو (جیسے نبی، رسول، فرشتے) یا چھوٹا (جیسے ہم تم) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۲)

۳۔ سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۶)

۴۔ آپ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (براہینِ قاطعہ ص ۵۱)

۵۔ بلکہ یہ لوگ (میلاد منانے والے) اس قوم (ہنود) سے بڑھ کر ہوئے۔ (ایضاً ص ۱۴۸)

۶۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۴)

۷۔ بلکہ اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص ۲۵)

۸۔ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے ...... کہ کروڑوں نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۵)

Marfat.com

۹۔ یہ قانون جو ریگستانِ عرب کے ان پڑھ چرواہے نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

(پردہ از مودودی)

۱۰۔ یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۴)

یہ عقائد و نظریات آج بھی کتابوں میں موجود ہیں، ان کو دھڑا دھڑ شائع کیا جارہا ہے۔ اور ان کے تحفظ کے لیے دلائل ڈھونڈے جاتے ہیں۔ کتنا بڑا ظلم ہے۔ جو کلمے کے نام پر کیا جا رہا ہے۔ حضرتِ مولانا تمام عمر اس ظلم کو ظلم ثابت کرنے میں گزار دی۔ یہی ان کے عشقِ مصطفیٰ کا اولین تقاضا تھا۔ راقم کو حضرتِ مولانا کے وصال پر حضرت امام بریلوی قدس سرہ کا یہ شعر کثرت سے یاد آیا۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

دارالعلوم مظہرِ اسلام سمندری شریف میں ہر سال تجوید و قرات کے دو دوروں کا انتظام کیا جاتا، سینکڑوں طلباء حاضر ہو کر تفسیرِ قرآن کی سعادت حاصل کرتے۔ آپ خود سارا سارا دن تجوید پڑھاتے، اسلوبِ تدریس اس قدر عام فہم اور زود اثر ہوتا کہ بڑے بڑے کند ذہن بوڑھے لوگ بھی آسانی کے ساتھ اصول تجوید اخذ کر لیتے۔ چالیس روزہ دورے میں لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی جاتی، تقریر کا فن سکھایا جاتا۔ کئی لوگ حضرتِ مولانا کے گرویدہ ہو کر باقاعدہ علمِ دین میں مصروف ہو جاتے، جو سندِ تجوید لے کر واپس آتے وہ اپنے اپنے مقام پر دین کے سپاہی بن جاتے۔ سوچا جائے تو یہ کتنی عظیم خدمتِ دین ہے۔ زمانہ بدلتا رہا۔ لیکن حضرتِ مولانا کے اس معمول میں کوئی فرق نہ آیا، آپ نے حیات مقدسہ کا کوئی لمحہ رائیگاں نہیں جانے دیا۔ ہزاروں علماء کا وجود اس حقیقت کی دلیل ہے۔

وصال مبارک: حضرتِ مولانا کے احوال کی طرح وصال بھی نہایت باکمال ہوا۔ جمعرات کی رات جمعۃ المبارک کی آمد۔ صاحبزادہ محمد غوث رضوی صاحب کا بیان ہے۔

Marfat.com

انہوں نے لاہور جانے کی اجازت چاہی، فرمایا اس جمعرات کو نہ جاؤ اگلی جمعرات کو بے شک چلے جانا، اسی طرح صاحبزادہ محمد نعیم رضوی کو اشارہ فرمایا، جناب مرزا محمد اشرف قادری (فتووال) میں موجود تھے۔ ان کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا سمندری چلے آؤ، دوسرے دن وصال کی خبر مل گئی۔ یہ خواب والے حکم پر عمل کر کے فوراً چل پڑتے تو ان کا آخری دیدار کر سکتے تھے۔ اکثر احباب کا بیان ہے کہ اپنے آخری بیانِ جمعۃ المبارک میں آپ نے امام اہل سنت مجدد ملت، اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے یہ اشعار مبارکہ نہایت تکرار کے ساتھ پڑھے۔

لحد میں عشقِ رخِ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

O

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی
قبر میں تاحشر لہرائیں گے چشمے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی

اللہ اکبر! ان تینوں اشعار میں سفرِ آخرت کا بیان ہے۔ گویا آپ اپنے نورِ فراست سے ''جہانِ برزخ'' کے مراحل مشاہدہ فرما رہے تھے۔ جمعرات کو نمازِ عشاء باجماعت ادا کی، اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر لیٹے تو طبیعت پر اضطرابی کیفیت طاری ہو گئی، اہلیہ محترمہ نے آپ کا سر مبارک اپنے زانو پر رکھا اور صاحبزادہ محمد غوث رضوی صاحب کو آواز دی، کسی ڈاکٹر کو بلایا جائے۔ انہوں نے کہا، کوئی فکر کی بات نہیں، لگتا ہے بلڈ پریشر ڈاؤن ہو گیا ہے۔ رات کے گیارہ بجے تو بلند آواز سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور پھر لب آہستہ آہستہ حرکت کرتے رہے، گویا منہ میں بدستور کلمہ پاک کا ورد جاری تھا۔ ادھر ڈاکٹر صاحب

Marfat.com

دارالعلوم کے دروازے پر پہنچ گئے مگر حضرتِ مولانا رختِ سفر باندھ چکے تھے۔کلمہ پاک کا ورد کرتے ہوئے رخصت ہونا کتنا قابلِ رشک ہے۔

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے انہیں آخری وقت بھی انگریزی دواؤں سے محفوظ ہی رکھا۔آپ نے ساری زندگی دیسی ادویات ہی استعمال کیں، ڈاکٹری علاج، کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے، فرماتے تھے کہ انگریزی دواؤں میں الکحل ہوتی ہے، یہ آپ کا کمالِ تقویٰ ہے کہ عصرِ حاضر کی ضرورت ہونے کے باوجود بالکل ان سے بچے رہے۔

اگلے دن یعنی جمعۃ المبارک کو نمازِ جمعہ کے بعد نمازِ جنازہ کا اعلان کیا گیا۔اخبارات نے واضح انداز سے خبرِ وصال شائع کی۔ملک کے طول وعرض سے اہلِ ارادت پہنچ گئے۔

آپ کے جسدِ خاکی کو آخری غسل دینے کی سعادت الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی بانی رضا اکیڈمی لاہور، مولانا صوفی عبدالمجید رضوی زیب سجادہ رضویہ رضا آباد سریا، جناب محترم محمد منیر احمد قادری (کراچی) جناب پروفیسر محمد رفیق ضیاء قادری کراچی اور حضرتِ صاحبزادہ محمد غوث رضوی صاحب اور جید علماء نے حاصل کی۔نمازِ جنازہ میں محتاط اندازے کے مطابق ساٹھ ہزار سے زیادہ افرزاد نے شرکت کی۔نماز جنازہ حضرت مولانا پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب نے پڑھائی۔یہ جنازہ ضلع فیصل آباد کی تاریخ میں بے مثل ہوا۔

حضرتِ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا فرمان ہے کہ ''ہمارے جنازے ہمارے اہلِ حق و صداقت ہونے کی واضح دلیل ہیں''۔حضرتِ مولانا کے جنازے نے آپ کی سچائیوں پر مہرِ توثیق ثبت کر دی۔ملک کے مختلف حصوں میں ایصالِ ثواب کا زبردست اہتمام کیا گیا۔سمندری شریف اور شکر گڑھ میں قل شریف کے ختم نہایت شاندار طریقے سے سرانجام دیے گئے۔حضراتِ علما کرام نے اپنے بیانات میں ان کو بہترین لفظوں میں خراجِ عقیدت پیش

Marfat.com

کیا۔ شعراء کرام نے گلہائے ارادت نچھاور کیے۔ مزارِ اقدس دارالعلوم مظہرِ اسلام سمندری شریف کے برآمدے میں آپ کی والدہ ماجدہ کے پہلو میں بنایا گیا ہے۔

آسماں تری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اوصاف حیات

حضرتِ مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی قدس سرہ اپنے مرشدِ گرامی اور استاذِ نامی حضرتِ شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی قدس سرہ کے اوصاف و کمالات کے مظہر کامل تھے۔ اور حضرتِ شیخ الحدیث کی ایک ایک ادا سنتِ مصطفیٰ کی ترجمان تھی۔ حضرتِ مولانا قدس سرہ کو جاننے والے جانتے ہیں کہ فرض وواجب کی تو شان ہی بڑی ہے، وہ تو مستحبات پر بھی بہت سختی سے عمل پیرا تھے۔ اس حسنِ عمل نے ان کو اسلاف کا نقشہ اور اخلاف کے لیے نمونہ بنا دیا تھا، آیئے ان کے چند اوصافِ حیات کا ذکر چھیڑتے ہیں۔ ان اوصاف پر مداومت ہی ان کی اصل کرامت ووجاہت ہے۔

محبت واطاعت: حضرتِ مولانا قدس سرہ نے عشاقِ مصطفیٰ کی کدمت میں زنگدی کو جولمحات بسر کیے تھے ان کا حاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت تھی، یہ عرتو ان کا دردتھا۔

جان ہے عشقِ مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو دردکا مزا، نازِ دوا اٹھائے کیوں

آپ نعت خواں حضرات سے جب نعتِ رسول سنتے تو اس طرح جھومتے جس طرح بادِ بہار سے شاخِ گل وجد کرتی ہے۔ آپ مثال دیا کرتے تھے، گرمیوں میں اچار کا برتن ہلایا جاتا ہے، کہیں اس کو ''الی'' نہ لگ جائے۔ ہل ہل کر نعت پڑھو کہیں ایمان کو ''الی'' نہ لگ

Marfat.com

جائے۔ آنکھیں نمناک ہو جاتیں۔ مولانا قاری محمد افضال رضوی، قاری محمد سجاد رضوی، اور قاری علی محمد رضوی جیسے خوش گلو حضرات جب مل کر پڑھتے ۔

بنی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے۔
طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

کیا سماں پیدا ہوتا اور حضرتِ مولانا کی کیفیات کا کیا عالم ہوتا، اس کو ہزاروں لوگ جانتے ہیں۔ آپ کلامِ رضا کی تشریح و توضیح بھی فرماتے تو عشقِ رسول کے دریا بہا دیتے، آپ سب نعت خواں حضرات کو اکٹھے مل کر پڑھنے کی ہدایت فرماتے تھے، داڑھی منڈانے والے نعت خواں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اور اسے برملا کہہ دیتے تھے، بندہ خدا دیکھو! یہ نعت خواں ہے اور داڑھی کو منڈاتا ہے، پھر اس سے سرِعام توبہ کراتے اور سب کے سامنے اس کو مبارک باد پیش کرتے، آپ کی محبتِ رسول کی واضح دلیل آپ کا روشن کردار بھی ہے۔ جس چیز کو آپ نے اسلام سمجھا، اس پر عمل کر کے دکھا دیا۔ سر پر عمامہ شریف، ہاتھ میں عصا شریف، بدن پر جبہ شریف، عمامے پر رومال شریف، درودِ پاک کی کثرت، کس کس عمل کا ذکر کیا جائے، وہ تو عشق و محبت اور سنت و اطاعت کی زندہ تصویر تھے۔ آپ تو سیاہ رنگ کی جوتی سے سیاہ رنگ کے کپڑے سے، دوسرے کی کنگھی تک سے اجتناب کیا کرتے تھے، چونکہ خود باعمل تھے اس لیے باعمل انسان کو محبوب رکھتے تھے۔ آپ کے نزدیک سب سے بڑی کرامت اتباعِ سنت کا نام ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کو کبھی پانی کا ایک گلاس بھی خلافِ سنت استعمال کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ عشقِ رسول کا اہم تقاضا ہے کہ رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں سے شدید نفرت کی جائے۔ آپ کو یہ نفرت بھی وافر مقدار میں ملی تھی۔ آپ نے ساری عمر گستاخانِ رسول سے سلام نہیں لیا۔ اگر کسی مسلمان کے بارے میں

Marfat.com

علم ہو جاتا کہ فلاں گستاخ رسول، بد مذہب سے میل جول رکھتا ہے، وہ کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہوتا، اسے فوراً بلا کر وارننگ دیتے، توبہ کراتے، تجدیدِ نکاح کی تلقین فرماتے، اگر وہ اکڑ جاتا تو اسے چھوڑ دیتے، اس سلسلے میں آپ نے ہمیشہ حضرتِ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی کتاب ''تمہید ایمان'' کو پیش نظر رکھا، اس کتاب کی اکثر عبارات آپ کو زبانی یاد رہیں۔ وہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے، اور اچھے سے اچھا لقب استعمال میں لاتے تھے، تقریر کا آغاز فرماتے وقت کہتے:

حضور پر نور شافع یوم نشور، احمد مختار، محبوب کردگار، شب اسریٰ کے دولہا، آمنہ کے دلارے، عرش کی آنکھوں کے تارے، دلوں کے سہارے، محمد پیارے ہمارے کی ذاتِ پاک پر تین مرتبہ جھوم جھوم کر درود و سلام کا نذرانہ پیش کریں، عرض کریں،

نور اللہ کیا ہے محبت حبیب کی
جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے
(اعلیٰ حضرت)

علم و فراست: حضرتِ مولانا قدس سرہ نے علمِ دین بڑے محنت و مشقت سے حاصل کیا تھا۔ آپ نے مطالعہ کی عادت اپنائی اور اپنے ذخیرہ علمی میں بہت اضافہ کیا۔ علم و فکر کے مآخذ پر گہری نظر رکھتے، آپ کو قرآن و حدیث اور فقہ و تصوف کے علوم پر بہت دسترس حاصل تھی۔ آپ صرف و نحو کو صرف قرآن و حدیث کا خادمِ علم سمجھ کر پڑھاتے تھے ورنہ اصل تعلق تو قرآن و حدیث کے ساتھ تھا۔ اور ساری عمر انہی کی اشاعت میں لگے رہے۔ فقہ حنفی کے مقلد تھے، اور ان کو حنفی مسائل پر نیز اختلاف مسائل پر کامل عبور حاصل تھا۔ اپنے استاذ گرامی مولانا معین الدین شافعی علیہ الرحمہ سے بھی مباحثہ فرماتے اور شافعی فقہ کے مقابلے میں حنفی فقہ کو درست ثابت کرتے۔ مناظروں میں علم غیب، حاضر و ناظر، استعداد، گیارہویں

Marfat.com

وغیرہ مسائل پر قرآن وحدیث کے دلائل کے انبار لگا دیتے کہ مخالف کے لیے راہ نکالنا ناممکن ہو جاتا، راقم کا مشاہدہ ہے کہ ایک مرتبہ جاتلہ گاؤں شکر گڑھ میں ایک ٹیچر سے ذکر بعد الصلوٰۃ پر ساری رات مناظرہ ہوتا رہا، وہ مشکوٰۃ شریف اٹھا کر لے آیا تو آپ نے اسی کتاب سے یہ مسئلہ ثابت کر دیا۔ لوگ آپ کے علم وفضل کے قدردان ہو گئے۔ مولانا شبیر احمد رضوی اسی گاؤں کے رہنے والے تھے، وہ ہمیشہ کے لیے حضرتِ مولانا کے عاشقِ زار بن گئے اور علمِ دین پڑھ کر خدمتِ دین میں مصروف ہو گئے۔

حضرتِ مولانا بہت حاضر جواب تھے۔ بعض اوقات آپ کا برجستہ جملہ مقابل کو بالکل لاجواب کر دیتا۔ آپ نے بدمذہبوں کے بڑے بڑے گھاگ ''مناظرین'' سے مناظرے کیے، جن میں مشہور غیر مقلد عبدالقادر روپڑی صاحب بھی شامل ہیں۔ لاہور کے نواح میں مسئلہ حاضر و ناظر پہ مناظرہ ہوا تو آپ نے طبرانی شریف، زرقانی شریف، خصائص کبریٰ شریف کی حدیث ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والھما کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی دوزہ پیش کی۔ روپڑی صاحب نے حدیث دکھانی کا مطالبہ کیا، آپ نے مولانا علی محمد صاحب کو مناظرِ اسلام صوفی باصفا صوفی محمد اللہ دتہ صاحب علیہ الرحمہ کے پاس کتاب لانے کے لیے بھیجا۔ وہابی حضرات چلے گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ روپڑی صاحب، صبح ہونے سے پہلے ہی بھاگ گئے ہیں اور فرما گئے ہیں، اگر مولانا عبدالرشید حدیث دکھا دیں تو کہہ دینا کہ حدیث ضعیف ہے۔ حضرتِ مولانا نے یہ بات سنی تو فرمایا، واہ کیا حدیث ضعیف ہے جس نے روپڑی کو دوڑا دیا ہے۔ آپ روپڑی کو رو ...... پڑی کہا کرتے تھے۔

حضرتِ مولانا ''عالم ربانی'' تھے ان کے لیے علم حجابِ اکبر نہیں تھا، ''خدائی نور'' تھا۔ ان کے علم کی ہیبت تھی۔ مخالف آپ کے علمی رعب ووقار سے دم بخود رہتے تے۔ آپ کے علم وفضل کے اہلِ سنت حضرات بہت معترف تھے۔ اپنے علماء کرام سے بھی خضاب کے مسئلے پر

Marfat.com

لاؤڈ اسپیکر کے مسئلے پر، گھڑی کے چین کے مسئلے پر، تصویر کے مسئلے پر، سیاسی و معاشرتی سطح پر بد مذہبوں کے ساتھ تعلق رکھنے کے مسئلے پر بحث ونظر کی صورت بن جاتی تھی۔ حضرتِ مولانا محمد شفیع اوکاڑی صاحب کے ساتھ گاڑی میں سیاہ خضاب کے مسئلے پر طویل گفتگو ہوئی۔ انہوں نے اختلاف کے باوجود آپ کے علم وفضل کو سراہا تھا۔ حضرتِ مولانا بھی ان کے علم و بیان کی تعریف فرماتے تھے۔ آپ کی موجودگی میں بڑے بڑے علماء کرام سنبھل کر کلام کرتے تھے، انہیں آپ سے رورعایت کی کوئی امید نہیں ہوتی تھی، علم کے ساتھ ساتھ نورِ فراست سے بھی مالا مال تھے۔ آپ صحیح العقیدہ اور متصلب علماء کرام کی بہت عزت وتوقیر فرماتے، علم کا تقاضا ہے کہ علم والوں کا احترام کیا جائے۔ اور جاہل اس کو اس کے مقام پر رکھا جائے۔ یہاں آپ کے محبوب علمائے کرام کے اسماگرامی لکھے جاتے ہیں:

۱۔ حضرتِ مولانا ابوداؤد محمد صادق رضوی گوجرانوالہ۔

۲۔ حضرتِ مولانا سید عرفان شاہ نقشبندی۔

۳۔ حضرتِ مولانا سید محمد محفوظ الحق شاہ قادری۔

۴۔ حضرتِ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی۔

۵۔ حضرتِ مولانا ضیاء اللہ قادری سیالکوٹی۔

۶۔ حضرتِ مولانا محمد ارشد رضوی لاہور۔

۷۔ حضرتِ مولانا محمد حسن رضوی میلسی۔

۸۔ حضرتِ مولانا سید شبیر حسین حافظ ابادی۔

۹۔ حضرتِ مولانا محمد عبد الحکیم شرف القادری لاہور۔

۱۰۔ حضرتِ مولانا بشیر احمد قادری ریڈیالوی گوجرانوالہ۔

۱۱۔ خطیب پاکستان حضرت علامہ الٰہی بخش لاہور۔

Marfat.com

بزرگوں کی عقیدت وخدمت

حضرتِ مولانا قدس سرہ بزرگانِ دین کی محبت سے مالا مال تھے۔سب سے پہلے صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار و جمیع سلاسلِ طیبہ کے اولیاء کرام کی عقیدت و محبت سے سرشار تھے۔ بالخصوص، حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ داتا گنج بخش لاہور رضی اللہ عنہ، حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ، جیسے بزرگوں کا ذکر خیر فرماتے، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، حضرتِ مولانا صدر الشریعۃ امجد علی رضوی، حضرتِ مولانا سردار احمد محدث اعظم پاکستان، حضرت مولانا حکیم الامت احمد یار خان بدایوانی علیہم الرحمہ کی تعلیمات آپ کا سرمہ حیات تھیں۔ بزرگان دین کی خدمت کا بہت شوق تھا۔ حضرتِ مولانا محمد نور الدین نقشبندی قدس سرہ کے پاس رات گئے تک حاضر رہتے، فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ سانگلہ ہل کے قریب فقیر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی ہمراہ پیر سید سلیمان شاہ صاحب سے ملنے گیا، فقیر نے آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر ایک نالہ عبور کیا، میرا یہ علم بس اسی خدمت کا انعام ہے۔ حضرت مولانا نور الدین قدس سرہ کی خدمت سے مجھے محدث اعظم کا در نصیب ہوا۔ پھر فرمایا کرتے تھے، کہ تانگے پر مولانا نور الدین علیہ الرحمہ اور سید سلیمان شاہ صاحب بیٹھے تھے، فقیر ان کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ شاہ صاحب چونکہ دیوبند کے فارغ التحصیل تھے اس لیے اسماعیل دہلوی کی تعریف کرنے لگے، حضرت مولانا نور الدین قدس سرہ نے جلال میں آکر فرمایا، ''وہ تو بہت بے دین آدمی تھا''۔

Marfat.com

مناظرِ اسلام صوفی باصفا صوفی محمد اللہ دتہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ آستانہ عالیہ جامعہ مسجد حنفیہ وسن پورہ لاہور آپ کے محبوب علماء میں سے تھے آپ کو ان سے خصوصی محبت والفت تھی ہر سال دارالعلوم کے سالانہ جلسے میں آپ کو تقریر کی دعوت دیتے اور قبلہ مناظرِ اسلام صوفی محمد اللہ دتہ صاحب کو بھی آپ سے خصوصی محبت تھی جس کا اظہار آپ اکثر اپنی تقریر میں فرمایا کرتے تھے چونکہ آپ لوگوں کو مرید نہیں کرتے تھے اس لیے اگر کوئی مرید بننے کی درخواست کرتا تو آپ فرماتے سمندری شریف چلے جاؤ وہاں میرے غیب بتانے والے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دن رات گیت گانے والا حضور غوثِ اعظم کا غلام صوفی ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی کی مریدی میں چلے جاؤ اللہ تبارک وتعالیٰ حضور غوث الثقلین کے صدقے تمہارے دین دنیا کے تمام مسائل حل کر دے گا۔

حضرتِ مولانا ساداتِ کرام کا ازحد احترام فرماتے تھے، ان کی دوہری خدمت کرتے۔ اگر کوئی علمی سقم دیکھتے تو ادب سے سمجھا دیتے۔ آخری دور میں حضرت پیر سید عبدالغفور شاہ رضوی کے ساتھ آپ کا گہرا تعلق قائم ہوا۔ آپ حضرت شاہ صاحب کی بہت توقیر وتعظیم کرتے۔ آپ بزرگانِ دین کے ہاتھ چومتے تھے حضور محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہ کی خدمت وارادت میں تو آپ نے حد کر دی۔ ساری ساری رات ان کی خدمت میں اشارہ ابرو کے منتظر رہتے، ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے۔ بعد میں جگہ جگہ ان کی مثالیں دیتے، اگر ان کے کسی رشتہ دار یا مرید کو ان کے راستے سے جدا ہوتے دیکھتے تو فوراً ٹوکتے کہ حضور محدثِ اعظم قدس سرہ کا تو عمل نہیں تھا۔ آپ کدھر جا رہے ہیں۔ لوگ مشائخ کی اولاد کو کچھ نہیں کہتے چاہے وہ کسی اصول کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں، لیکن آپ کی حق گوئی نے یہاں بھی اپنا رنگ دکھایا۔ حضرت محدثِ اعظم قدس سرہ کے ایک شہزادے کی ریش مبارک قبضہ سے کم تھی، آپ نے ذرا پرواہ نہ کرتے ہوئے فرما دیا، ''حضرت! اپنی ریش قبضہ کے برابر کریں، ریش کترانا حضور محدثِ اعظم قدس سرہ اور تمام بزرگانِ دین کا طریقہ نہیں۔'' یہ

Marfat.com

حضور محدثِ اعظم قدس سرہ کی عقیدت وارادت کا ثبوت ہے کہ آپ ان کے طریقے سے بال برابر بھی گریزاں نہ ہوئے۔ حضور محدثِ اعظم قدس سرہ کے ایک ''مرید خاص'' نے الیکشن لڑنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فوراً خط لکھا اور فرمایا ''یہ حضور محدثِ اعظم قدس سرہ کا طریقہ نہیں کہ دنیاداروں کے پیچھے دوڑتے رہیں، یہ کام آپ کی شایانِ شان نہیں۔'' آپ بزرگوں کے نقشِ قدم کو راہِ نجات سمجھتے تھے۔ تاجدار علی پور شریف حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کے وصال پر آپ شکر گڑھ میں تقریر کرنے آئے تھے، تقریر میں ان کا خصوصی ذکر فرمایا۔ اور ان کے ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا۔ اور فرمایا اگر فقیر کو پہلے معلوم ہو جاتا کہ حضرت کے جنازہ مبارک میں بھی حاضری کی سعادت حاصل کرتا۔

توفیقِ ادب مانگ نیاگانِ کہن سے
شاہاں چہ عجب گر بنو ازند گدارا

O

مَولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
اور حفظِ جاں تو جان فروضِ غرر کی ہے
ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
پَر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائضِ فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

Marfat.com

ادب واستقامت

حضرتِ مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی قدس سرہ ادب واستقامت کا کوہِ گراں تھے۔ عشقِ رسول کا اہم ترین تقاضا ہے کہ بارگاہِ رسول کا ادب کیا جائے اور تعلیمِ رسول پر استقامت دکھائی جائے۔ آپ نے رب تعالیٰ اور حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لافانی ادب اختیار کیا، رب تعالیٰ کے اسمِ جلالت کے ساتھ ''جل جلالہ'' کے کلمات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام کے اسماء گرام کے ساتھ ''علیہم الصلوٰۃ والسلام'' کے کلمات کا ضرور اہتمام کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ پاک القاب کے ساتھ ادا فرماتے صحابہ کرام، اولیاء عظام اور علماء کرام کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ، رحمتہ اللہ علیہ کے کلمات ضرور لکھتے اور پڑھتے، بزرگوں کی بعض باتوں کی توجیح شریعت کے مطابق کرتے اور ان کے ادب کا دامن نہ چھوڑتے تھے۔ مزاراتِ اولیاء پر سر جھکا کر دست بستہ کھڑے ہوتے یا دوزانو ہو کر بیٹھتے، ان کے مزارات کو ہاتھ لگانا اور چومنا وغیرہ کو خلافِ ادب خیال کرتے تھے۔ بدمذہبوں کو ان کی بے ادبیوں اور گستاخیوں کی وجہ سے برا کہتے تھے۔ کعبہ مشرفہ اور روضہ نبویہ کی تصویروں کا بھی احترام کرتے تھے۔ جن کاغذات پر پاک نام لکھے ہوتے، ان کو احترام کے ساتھ اونچی جگہ پر رکھواتے، یا دفن کرواتے، قرآنِ پاک، کتبِ احادیث، کتبِ فقہ، تذکارِ اولیاء کو اپنے سینے کے برابر رکھ کر پڑھتے۔ آپ نے کبھی لیٹ کر کتاب نہیں پڑھی، اس طرح کتاب کی بے ادبی کا ڈر ہوتا ہے۔ کتابوں کی طرف پاؤں کرنا بے ادبی سمجھتے تھے، سمتِ کعبہ کا ازحد احترام کرتے، چلتے ہوئے اخبار کا ٹکرا دیکھتے تو اسے اٹھا لیتے، ہم نے اکثر علماء اور مشائخ کو دیکھا ہے کہ کتاب یا اخبار کو فرش پر رکھ دیتے ہیں۔ خود ان سے اونچی گدی پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ آپ کے ہاں ایسی بات کا تصور بھی نہیں تھا۔ کتاب یا اخبار کو تکیے پر رکھتے، جس کمرے میں مقدس مقامات کی تصویریں سجی ہوتیں اس میں لیٹنا گوارا نہ کرتے کہ کہیں ان کی

Marfat.com

بے ادبی نہ ہو جائے۔ یہ سب امور دوسروں کو محال نظر آتے ہیں لیکن آپ نے ان کو اپنی عادت و شامل کر لیا تھا۔ مسجد کا ادب و احترام کرتے، سا میں بیٹھ کر دنیوی باتوں سے گریز کرتے۔ صرف دینی مسائل پر گفتگو کرتے۔ فرماتے جو مسجد میں، قبرستان میں اور تلاوتِ قرآن میں دنیاوی بات کرتا ہے اس کے چالیس سال۔ کے نیک عمل ضائع ہو جاتے ہیں، اسی طرح آپ کی استقامت کمال درجہ پر فائز تھی، حضرتِ صاحبزادہ محمد غوث رضوی نے خوب فرمایا ہے ''ہمارے پیر کراموں والے نہیں استقامتوں والے ہیں'' کرامت، استقامت کے مقابلے میں بہت کم درجہ ہے۔ حضرتِ خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کا فرمان ہے، تیرا نفس تجھ سے کرامت چاہتا ہے اور تیرا رب تجھ سے استقامت چاہتا ہے''۔ آپ نے ہمیشہ استقامت اور عزیمت پر عمل کیا۔ رخصت کو دیکھا تک نہیں، عین بیماری کے عالم میں بھی آپ نفل تک بھی کھڑے ہو کر اور نہایت اہتمام کے ساتھ ادا فرماتے رہے۔ فرائض کے ساتھ سنتوں اور نفلوں کو بھی نہایت خوش اسلوبی سے ادا کرتے، آپ کا فرمان ہے، جو نفل چھوڑتا ہے، خطرہ ہے کہ سنتیں بھی چھوڑنا شروع کر دے گا، اور جو سنتیں چھوڑتا ہے، خطرہ ہے کہ ''فرض بھی چھوڑنا شروع کر دے گا، آپ نفلوں میں فرضوں کی نیت کرتے تھے تاکہ کوئی نہ کوئی نامقبول فرض ادا ہو جائے۔ ورنہ نفل کا ثواب تو مل ہی جائے گا، ہر جمعہ کو احتیاطی ظہر ضرور پڑھتے، تاکہ جمعہ کی مکمل شرائط نہ ہونے کی صورت میں ظہر تو ادا ہو جائے گی۔ نفلی روزے میں فرض روزے کی نیت کرتے تھے۔ آپ فرماتے اگر فرض رہ گیا ہو تو نفل کا کیا فائدہ ہو گا، عزیمت کا یہ عالم تھا کہ ساری عمر انگریزی دوائی استعمال نہ فرمائی۔ آنکھ کا آپریشن کروایا تو ڈاکٹر نے وضو سے منع کیا اور اشارے کے ساتھ نماز پڑھنے کی تلقین کی، اور مطالعہ سے روکا، آپ نے تینوں کام معمول کے مطابق سرانجام دیے۔ یقینِ محکم کا صدقہ آنکھ بھی خراب نہ ہوئی۔

آپ نے دین کی خاطر لمبے لمبے سفر کیے اور اپنی صحت کا بھی خیال نہ رکھا، اکثر ایسا ہوتا تھا کہ شکر گڑھ میں رات پروگرام ہوا، رات ساڑھے گیارہ بجے راولپنڈی کی بس پر بیٹھے، وزیر

Marfat.com

آباد اترے، وہاں سے براستہ جی ٹی روڈ لاہور پہنچے، لاہور سے رات فیصل آباد کی گاڑی لیتے، اور صبح کے قریب جا کر سمندری شریف تک رسائی ہوتی، اس عجیب وغریب سفر کو صرف اس لیے اختیار فرماتے کہ صبح طلباء کا سبق ضائع نہ ہو جائے۔ بغیر آرام کیے سارا دن تدریس کے فرائض سرانجام دیتے، اور رات کو ہو سکتا ہے پھر کہیں نارووال، شکر گڑھ کا سفر درپیش ہو۔ اپنی کار لینے کے لیے متعدد مرتبہ عرض کیا گیا، فرماتے ''فقیر کار کے بغیر ہی ٹھیک ہے'' اتنا مال کبھی جمع ہی نہیں ہوا کہ کاروں تک نوبت آسکے۔ بس غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا صدقہ وقت گزر رہا ہے۔

آپ دین کی خدمت کا معاوضہ مقرر کرنا حرام سمجھتے تھے، اور اپنے متعلقین کو سختی سے روکتے، فرماتے امام اور خطیب کی جو بھی خدمت ہو وہ اسے خوش دلی سے قبول کرلے، اللہ تعالیٰ برکت دے گا، ہمارا مشاہدہ ہے کہ آپ تقریروں کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنے پاس سے کرایہ ادا کرتے، ساتھیوں کا کرایہ ادا کرتے، واپسی پر تقریریں کرانے والے کوئی خدمت نہ کرتے مگر آپ اسی طرح خندہ پیشانی سے لوٹ آتے۔ آج کل وعظ فروشوں کو ایک ایک پائی کا حساب دینا پڑتا ہے، پیر نذرانے کے ہاتھوں ذلیل ہوتے نظر آتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے جو لفظ بھی ادا کیا صرف اللہ اور اس کے رسول کے لیے ادا کیا، جناب حاجی بشیر احمد صاحب کا بیان ہے کہ آپ ایک مرتبہ داتا حضور کی بارگاہ میں دوزانو بیٹھے ہوئے تھے، ہاتھ سورہ یٰسین شریف تھی، آپ نے اکتالیس مرتبہ تلاوت کی، فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی کہ حضرت ہمیں بھی کوئی اچھا سا عالمِ دین چاہیے، آپ ے فرمایا، فقیر اچھا سا عالمِ دین تو نہیں، البتہ آج کل فارغ ہے، ہم نے آپ کو اپنی ٹاؤن شپ والی مسجد میں مقرر کر لیا۔ آپ چند ماہ وہاں خدمتِ دین کرتے رہے، بار بار کے اصرار پر بھی کوئی تنخواہ مقرر نہ فرمائی۔ جب بھی عرض کیا گیا کہ آپ کچھ مقرر کرلیں، یہی فرمایا، ہمیں غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عطا پر بھروسا ہے، حضور! بچوں کو ضرورت ہوگی، فرمایا بچوں کا اللہ اور اس کا رسول وارث ہے۔ فقیر دین کے لیے کوئی تنخواہ مقرر نہیں کرے گا۔ آخر ہمارے اصرار کی وجہ سے آپ نے

Marfat.com

محسوس کیا اور مسجد چھوڑ کر سمندری چلے گئے۔

راقم سیالکوٹ کی جامع مسجد شانِ مصطفیٰ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیا کرتا تھا، وظیفہ بارسوہ روپے تھا، سب یہی کہتے تھے کہ تم دور سے آتے ہو اور وظیفہ بہت کم ہے، شہر کے خطیب تین ہزار لے رہے ہیں، ایک مرتبہ آپ کی زیارت ہوئی، آپ نے بھی پوچھا، بھئی کیا وظیفہ ہے، میں نے عرض کی بارہ سو، آپ نے فرمایا الحمدللہ! بندہ خدا کافی ہے؟ وظیفہ مقرر نہ کرنا اللہ تعالیٰ برکت دے گا، کیا شخصیت تھی۔ کیا اعتماد تھا۔ دینی اصولوں پر اتنا یقین بہت کم لوگوں میں نظر آیا ہے۔ ہمارے علماء صرف اس لیے جلب زر کا شکار نظر آتے ہیں کہ انہوں نے ضرورتوں سے آگے سہولتوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ آپ اس دنیا کی سہولتوں کو حاصل ہی نہیں کرنا چاہتے تھے، آپ کی طبیعت علیل تھی، شکر گڑھ میں تشریف لے آئے، کہیں وعدہ خلافی نہ ہو جائے، ہم نے حضور مولانا نورالدین قدس سرہ کے عرسِ پاک کی تاریخ لینا چاہی۔ آپ نے کہا، میری حالت دیکھو، سفر لمبا ہے اور علالت اور بڑھاپے نے غلبہ اختیار کر لیا ہے، واپس نہ جاؤں تو طلباء کا سبق ضائع ہوگا، ایک ہفتے بعد پھر شکر گڑھ آؤں تو صحت کا مسئلہ ہے، راقم نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ شعر پڑھ دیا۔

ضعف مانا مگر اے ظالم دِل
ان کے رستے میں تو ٹھکانہ کرے

آپ نے نمناک آنکھوں سے دیکھا اور فرمایا، اچھا، فقیر ضرور حاضر ہو جائے گا، پھر آپ عرسِ پاک پر حاضر ہوئے۔ شکر گڑھ اور نارووال کے علاقوں میں غالباً ہر ہفتے عشرے کے بعد دورہ ہوتا رہتا تھا۔ آپ خود اکتاہٹ محسوس نہ کرتے۔ اتنے سفروں کے باوجود معمولات میں ذرہ برابر فرق نہ آنے دیا، اوراد و وظائف، نفلی نمازیں، نفلی روزے، سب جاری رہے۔ آپ کے شدید مخالف بھی اعتراف کرتے ہیں کہ حضرتِ مولانا کے علم وعمل میں کوئی شک نہیں، آپ نے دین کے بارے میں جو پڑھا اس پر ہر صورت میں عمل کیا اور اس کی مخالفت کرنے والے کی ضرور مذمت کی۔ یہ استقامت وعزیمت کا عالم ہے کہ تصویر کی وجہ

Marfat.com

سے آخری عمر تک حج نہ کیا، آپ کو جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی یہ تحقیق ملی کہ حج کے لیے تصویر جائز ہے تو آپ نے پھر حج کا ارادہ کیا۔ آپ استقامت کے ساتھ شجاعت کے بھی پیکر تھے، مخالفین سے ہرگز خوفزدہ نہ ہوتے، ایک مرتبہ شکر گڑھ کے قریب ایک گاؤں میں دشمنانِ صحابہ کا ردِ بلیغ فرمایا تو وہ مسلح ہو کر مسجد میں آ گئے، سنی کم تعداد میں تھے، انہوں نے کھسکنا شروع کر دیا۔ آپ اکیلے ہی منبر پر بیٹھے رہ گئے، آپ نے انہیں للکار کر فرمایا، فقیر کو صحابہ کرام کی عظمت کی خاطر شہادت بھی قبول ہے۔ فقیر موت سے نہیں ڈرتا، وہ لوگ آپ کی استقامت و شجاعت سے متاثر ہو کر چلے گئے۔ یہ واقعہ حضرتِ مولانا غلام نبی رضا علیہ الرحمہ نے بیان کیا تھا۔ ایک مرتبہ ایک بد مذہب نے کہا، مولوی رشید صاحب! میں علم تو نہیں جانتا میرے ساتھ ''بانہہ'' پکڑ لے، جو جیت گیا وہ سچا ہو گا، آپ نے فرمایا مجھے منظور ہے۔ بد مذہب اس میدان میں بھی دوڑ گئے۔

آپ بد مذہبوں کی اکثریت والے دیہاتوں اور مجلسوں میں جا کر بھی بے خوف و خطر حق بات بیان کر دیتے، اگر کوئی روکتا کہ حضور! مصلحت کا تقاضا ہے کہ ان کا رد نہ کیا جائے۔ مگر آپ پہلے سے زیادہ کرتے۔ زمانہ بدل گیا مگر آپ نہ بدلے یہ آپ کی روشن استقامت ہے کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہوا تو ضیاء الرحمٰن فاروقی دیوبندی فاتحہ خوانی کے لیے آیا، آپ نے دوٹوک فرمایا، مولوی صاحب آپ کا عقیدہ، فقیر سے نہیں ملتا۔ لہٰذا آپ کو فاتحہ کہنے کی ضرورت نہیں، آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔ جب تمہاری ماں دنیا سے گئی تھی تو فقیر کیا فاتحہ پڑھنے کے لیے گیا تھا؟ فاروقی صاحب اپنا سا منہ لے کر چلے گئے''۔ بتایئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسی غیرت کون دکھاتا ہے۔ جب ہم اپنے باپ کے دشمن کو برداشت نہیں کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو کیوں برداشت کر لیتے ہیں۔ مولانا ساری عمر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لڑتے رہے اس رویے پر لوگوں نے آپ کو اخلاق سے عاری بھی سمجھا لیکن آپ کسی سے اخلاق کی سند لینا ہی کب چاہتے تھے، فرماتے میں کسی کو گالی نہیں دیتا، دشمنانِ مصطفیٰ کو بے نقاب کرتا ہوں، یہ جرم ہے تو مجھے ہزار بار قبول ہے۔

Marfat.com

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

حضرتِ مولانا قدس سرہ میں اچھی بات کا حکم دینے اور بری بات سے روکنے کا بھرپور جذبہ کارفرما تھا، جناب پروفیسر محمد عبداللہ سیالکوٹی کا بیان ہے کہ میں طالب علمی کے دور میں شکرگڑھ آیا۔ جامع مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے گیا۔ ان دنوں میں داڑھی کٹاتا تھا۔ میں نے اذان پڑھنے کی کوشش کی تو آپ نے فرمایا، نوجوان پہلے! داڑھی پوری کرو، پھر اذان پڑھنا، گاڑیوں بسوں میں اگر کوئی ڈرائیور گانا لگا دیتا تو آپ اسے فوراً روکتے، راقم نے ایک مرتبہ آپکے ساتھ لاہور تک سفر کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ سارے سفر میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرتے رہے پہلے ڈرائیور نے گانا لگایا اور آپ نے اسے فرمایا، بندہ خدا گانا بند کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، گانا حرام ہے، جو اس پر بیٹھے وہ فاسق ہو جاتا ہے اور جو اس سے لذت حاصل کرے وہ کافر (جیسے فعل کا مرتکب) ہو جاتا ہے۔ ڈرائیور نے گانا بند کر دیا۔ نمازِ مغرب کا وقت ہوا تو آپ نے باقاعدہ اہتمام کے ساتھ بلند آواز سے درودِ پاک پڑھا اور اذان دینا شروع کر دی، پھر درود پاک پڑھا اور اعلان فرمایا، حضرات! نمازِ مغرب! کی اذان ہو چکی، نماز مغرب کے لیے گاڑی رکے گی۔ نماز پڑھنے کی تیاری کی جائے۔" سب لوگ حیران پریشان تھے کہ کیا ہو رہا ہے۔ ڈرائیو نے اعلان سن کر گاڑی روک دی۔ آپ نے راقم کو اشارہ کیا، چلو! بندہ خدا اترو، نمازِ مغرب ادا کریں، راقم نے اتر کر اپنی چادر بچھائی۔ آپ نے امامت کرائی۔ راقم کے ساتھ ایک یا دو آدمیوں نے نماز پڑھی، باقی سواریاں سگریٹ نوشی اور چہل قدمی میں مصروف رہیں۔ ان کو نماز کا احساس نہ ہوا۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذان لا الـٰه الا اللـه

آپ حج کرنے کے لیے گئے تو ہوائی جہاز میں ائر ہوسٹس سے فرما دیا، آپ میرے

Marfat.com

پاس کوئی چیز لے کر نہ آئیں، آپ کی یہاں موجودگی ہی شریعت کیخلاف ہے، پائلٹ نے فلم لگائی تو آپ نے احتجاج کر کے ٹی۔وی بند کرا دیا۔ عملے نے کہا، مولانا دعا کیجئے، فرمایا تباہی کے سامان آپ کر رہے ہیں، فقیر کی دعا کیا کرے گی، آپ کی ہر تقریر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خزانہ ہوتی تھی۔ تقریر میں سرعام غلط بات سے روکتے، داڑھی کٹانے والے، انگریزی کالر لگانے والے، لوہے کا چین پہننے والے، سونے، تانبے، لوہے، سلور کی انگوٹھی استعمال کرنے والے، انگریزی بال رکھنے والے اور صرف ٹوپی پہننے والے کی اکثر ''مرمت'' ہوتی رہتی تھی، بعد میں کئی دفعہ معذرت بھی کر لیتے اور فرماتے، بھئی فقیر کی باتوں کا غصہ نہ کرنا، اچھی باتوں کو قبول کرنا چاہیے، مرمت ہوتی رہے تو طبیعت ٹھیک رہتی ہے۔ بعض دفعہ احباب محسوس بھی کر لیتے، لیکن سچی بات یہ ہے کہ آپ کوئی اپنے لیے نہیں کہتے تھے، صرف دین اسلام کے لیے کہتے تھے، آپ اپنی بے ادبی کرنے والے اور تکلیف پہنچانے والے کو اللہ تعالیٰ کے لیے معاف کر دیتے اور تقریباً ہر تقریر میں لوگوں سے بھی وعدہ لے کہ اپنے ذاتی مخالف کو معاف کر دیں گے، آپ دین کے مخالف کو معاف نہیں کرتے تھے، حتیٰ کہ وہ توبہ کی سعادت حاصل کر لیتا یا آپ سے دور ہو جاتا۔ آج ہم ترستے ہیں کہ آپ موجود ہوتے اور بے شک ہمیں ان آزادیوں سے روکتے رہتے لیکن یہ تو ایسی آرزو ہے جو کبھی پوری نہ ہوگی، وہ تو اپنا فرض پورا کر کے ہمیشہ کے لیے چلے گئے ہیں۔

ایک دفعہ ایم نذیر عنایت اللہ صاحب کے بھتیجے صاحب الیکشن پر کھڑے ہوئے، وہ آپ کی سپورٹ حاصل کرنے کے لیے دارالعلوم میں آئے مگر آپ نے فرمایا، بندہ خدا فقیر نے اپنا ووٹ ہمیشہ کے لیے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو دے دیا ہے۔ دنیا داروں کو فقیر ووٹ نہیں دیتا، آپ نے واقعی کبھی ووٹ نہیں ڈالا، فرماتے کسی کو ووٹ دیا جائے، سب کھیل میل قسم کے لوگ ہیں، اہل سنت سے بھی تعلق ہے، بدمذہبوں سے بھی رشتے ہیں، سیاسی آدمی کا کوئی عقیدہ نہیں ہوتا۔ آپ اسی قسم کی 'ضروریات زندگی' سے کوسوں دور رہے۔

Marfat.com

آپ ۱۹۸۹ء کو شکر گڑھ میں چالیس روزہ دورہ پڑھانے کے لیے تشریف لائے، راقم مشق کرانے کے لیے معاون تھا۔ ان دنوں ایک ''سنی راہنما'' کا جلسہ ہوا، آپ اس راہنما کو ''ظاہری فرقہ'' کا بانی سمجھتے تھے اور ان کی بہت سی عبارات سے شدید اختلاف کرتے تھے، آپ نے اپنے شاگردوں کو سختی سے روکا کہ ان کی تقریر کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ آپ جس بات کو حق جانتے اس کے نفاذ کے لیے کسی کی پرواہ نہ فرماتے تھے''۔

آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لے اپنے اور بیگانے کی کوئی رعایت روا نہ رکھتے، آپ کے نزدیک رشتے، رنگ، خاندان، نسل کے اعتبار سے اپنے بیگانے کا کوئی تصور نہیں تھا، آپ اس کو اپنا سمجھتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوتا تھا۔ جو ان سے دور ہوتا وہ آپ کا قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو، آپ کے نزدیک بیگانہ ہوتا تھا۔ آپ عشقِ مصطفیٰ کے معیار کو ہی سامنے رکھتے تھے، راقم کا شمار آپ کے قریبی رشتہ داراں میں ہوتا ہے۔ لیکن راقم کی ''مرمت'' بھی بالکل دوسروں کے معیار کی ہوتی تھی۔ بلکہ کچھ زیادہ ہی ہوتی تھی۔ آپ کے قریبی رشتہ دار بھی آپ کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔

راقم کے ساتھ بیسیوں افراد نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سمندری شریف میں خطیب الاسلام حضرت صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ آلو مہاری قدس سرہ الباری تشریف لائے۔ آپ بالوں کو خضاب لگایا کرتے تھے۔ نماز کا وقت ہوا تو حضرتِ مولانا قدس سرہ روحہ نے برملا کہہ دیا کہ حضور! آپ خضاب لگاتے ہیں اس لیے آپ کے پیچھے فقیر کی نماز نہ ہوگی، حضرتِ خطیب الاسلام نے مسکرا کر فرمایا بھئی، میں آدھا سنی ہوں، مولوی عبدالرشید پورے سنی ہیں''۔

حضرتِ مولانا محمد افضل قادری خطیب اعظم جامع مسجد نور شکر گڑھ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرتِ سیدی و مرشدی قبلہ عالم مولانا محمد عبدالرشید قادری قدس سرہ القوی تشریف فرما تھے، احباب کا جمِ غفیر تھا۔ آپ فرمانے لگے، ''مولوی افضل کی مرمت بھی ہونے والی ہے''۔

Marfat.com

میں گھبرا گیا، نجانے مجھ سے کون سی غلطی سرزد ہوگئی ہے''۔ پھر فرمانے لگے، بندہ خدا تمہارے گھر کی لیٹرین کا رخ کعبہ شریف کی طرف ہے، یہ کعبہ شریف کی بے ادبی ہے، فوراً لیٹرین کا رخ تبدیل کرو''۔

حضرتِ مولانا غلام دستگیر احمد کا بیان ہے کہ جامع مسجد قادری شکر گڑھ کے حجرے میں آپ تشریف فرما تھے۔ اور مریدین و متوسلین حاضرِ خدمت تھے، آپ نے میری قمیص کا ''انگریزی کالر'' دیکھ کر فرمایا، آپ امامت بھی کراتے ہیں اور انگریزی کالر بھی رکھتے ہیں۔ راقم بھی موجود تھا۔ پھر راقم سے ''نماز کے بعد ذکر بالجہر'' کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ راقم نے بعض مقامات پر اختلاف کیا۔ آپ اپنے شاگردوں کو علمی مباحثے کا مکمل اختیار دیتے تھے۔ اور اپنے موقف پر دلائل پیش کرتے تھے۔

ایک مرتبہ راقم کے گھر محلہ رشید پورہ میں تشریف لائے۔ نمازِ مغرب کا وقت ہوا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ اذان پڑھو! میں نے اذان پڑھی۔ آپ نے فرمایا، اللہ اکبر اللہ اکبر۔ میں دونوں دفعہ ہمزہ ساکت نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا، پہلے تو آپ نے اسی طرح پڑھایا تھا۔ فرمانے لگے، بعد میں تحقیق کی تو یہ ثابت ہوگیا کہ ہمزہ ساکت نہیں ہونا چاہیے۔ پھر راقم کے بیٹے محمد بلال مجددی سے فرمانے لگے، تم حافظِ قرآن بن رہے ہو اور کالر انگریزی رکھتے ہو، اسلامی لباس پہنا کرو، سر پر عمامہ رکھا کرو۔

آپ بچیوں کو دینی تعلیم دینے کے حق میں تھے۔ دنیاوی تعلیم دینے کے خلاف تھے۔ اور اس سے روکتے تھے۔ بیاہ شادیوں پر اسلامی رسم پر سختی سے عمل کرتے، باجوں گاجوں، گانوں سہروں، ڈھول ڈھمکوں کی شدید مخالفت کرتے: آپ تو سازوں کے ساتھ قوالی سننے اور سنانے کی بھی شدید مخالفت کرتے تھے۔ آپ نے ایک قادری بزرگ سے فرمایا، آپ قوالی سن کر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے ہیں، آپ نے اپنی اولاد کی شادیاں نہایت سادہ اور اسلامی طریقے کے مطابق کیں، برات پر نعت خوانی اور وعظ و نصیحت کا اہتمام

Marfat.com

کرتے، کھانے بٹھا کر سنت کے مطابق کھلاتے، بائیں ہاتھ سے کھانے، پینے، گلاس پکڑنے پکڑانے اور کوئی اور چیز لینے دینے پر ''مرمت'' فرماتے۔ آپ کا پوری محفل پر مکمل کنٹرول ہوتا تھا، ہر ایک کا مکمل جائزہ لیتے اور اسے شریعت کے مطابق عمل کرنے کی تلقین فرمائے۔ ''داڑھی منڈوں'' یا داڑھی کتروں'' کو خصوصی طور پر سمجھاتے اور فرماتے ہماری عزت و آبرو سنتِ مصطفیٰ میں پوشیدہ ہے۔

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے

جامع مسجد نور محلّہ رشید پورہ شکر گڑھ میں آپ کی صدارت تھی۔ اور حضرت پیر سید عبدالغفور شاہ مرید اعلیٰ حضرت کی تقریر تھی۔ قبلہ شاہ صاحب نے حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا چشم دید واقعہ سنایا، کہ ہم سب اعلیٰ حضرت کے حضور بیٹھے تھے، ایک مریض کو لایا گیا جسے کئی جوانوں نے تھام رکھا تھا۔ وہ کہنے لگے، اس میں ''جن'' ہے۔ آپ نے علاج فرمایا اور بعد میں فرمانے لگے ''جس میں جن آجائے اس کی یہ قوت ہے تو ولی اللہ کی قوت کا کیا عالم ہوگا جس میں خود رب آجاتا ہے'' حضرتِ مولانا قدس سرہ فوراً بول اٹھے، ''شاہ صاحب! یہ بات اعلیٰ حضرت نہیں فرما سکتے، رب تعالیٰ حلول سے پاک ہے۔ رب تعالیٰ حلول سے پاک ہے ولی میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و رحمت کا جلوہ ظاہر ہوتا ہے، آئندہ آپ احتیاط فرمایا کریں۔'' مسجد میں سینکڑوں لوگ آپ کی حق گوئی اور فراستِ علمی پر عش عش کر اٹھے۔

اس طرح بے شمار واقعات ہیں جو آپ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر گواہی دیتے ہیں۔ آپ نے تکلیف برداشت کر کے بھی لوگوں کو اچھے کام کی تلقین فرمائی اور برے کام پر وعید فرمائی۔ آپ کا برملا اعلان تھا، فقیر کی بیعت کرنے والا کوئی شخص بھی اگر معروف کی اتباع اور منکر سے اجتناب نہیں کرتا تو فقیر کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، اور فقیر اس کا کوئی ذمہ دار نہیں۔

Marfat.com

’’متفرقات‘‘

آپ کو کبھی کھل کھلا کر ہنستے یا قہقہہ لگاتے نہیں دیکھا گیا، کوئی مزاحیہ بات ہو جاتی تو منہ کے آگے کپڑا رکھ لیتے۔ اونچی آواز سے ہنسنے والے کو روکتے۔ آپ کے لبوں پر مسکراہٹ کھلتی رہتی تھی۔

نہایت سادہ زندگی بسر کرتے۔ سادہ کھانا تناول فرماتے، بھوک رکھ کر کھانا کھاتے۔ مسنون روزوں کو اہتمام کرتے۔ راقم کے گھر تشریف لائے تو تولیہ، صابن اور تیل کے بغیر ہی غسل فرما کر باہر آ گئے۔ کوئی تکلف پسند نہیں تھا۔

نہایت ذمہ دار تھے۔ مولانا افضل قادری صاحب کا بیان ہے کہ گوجرانوالہ میں تشریف لائے۔ رات کو کھانا نہیں کھایا۔ اہلِ خانہ نے اصرار کیا تو فرمایا کھانا باندھ دو، راستے میں کہیں کھا لیں گے۔ اہلِ خانہ نے پلاسٹک کے ڈبے میں کھانا بند کر دیا۔ آپ کے ساتھ ایک دو طالب علم ہوتے تھے۔ زیادہ بھیڑ بھاڑ کو پسند نہیں کرتے تھے، ایک طالب علم نے ڈبہ لے لیا۔ راستے میں آپ نے دیکھا کہ پلاسٹک کا ڈبہ بھی ساتھ ہی آ گیا ہی تو طالب علم کو واپس بھیجا کہ اس ڈبے کو واپس کر آ ؤ۔ یہ ہم کیسے لوٹائیں گے، اگر نہ لوٹایا تو قیامت کے دن پوچھا جائے گا، وہ طالب علم ڈبہ واپس کرنے آیا تو اہلِ خانہ تڑپ اٹھے اور کہنے لگے، حضرتِ والا سے عرض کرنا، حضور! یہ ڈبہ کیا، ہم بھی آپ کے ہیں۔ ہماری جان و مال و مکان بھی آپ کے ہیں۔ ایک دفعہ رات کو جامع مسجد نور میں تشریف لے آئے۔ دیکھا کہ سب مدرسین اور طالب علم سوئے ہوئے ہیں۔ فقیر (افضل قادری) بھی آرام کر رہا تھا، آپ نے کسی کو نہ جگایا۔ ساری رات صحنِ مسجد میں بیٹھے رہے اور ذکر و فکر میں مصروف رہے۔

Marfat.com

اہلِ سنت کی کوئی اچھی خبر سنتے تو باغ باغ ہو جاتے اور اگر کوئی بری خبر سنتے تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر خاموش ہو جاتے، اور کمال صبر وضبط کا مظاہرہ فرماتے۔ گالی گلوچ سے مکمل پرہیز تھا۔ گندی زبان نہ استعمال کرتے اور نہ کسی کو کرنے دیتے۔ فرماتے، ''لوگ فقیر پر الزام لگاتے ہیں کہ فقیر بدمذہبوں کو گالیاں دیتا ہے۔ فقیر ان کے حقائق بیان کرتا ہے، اس کو گالی نہ سمجھا جائے۔ کیا ''وہابی جی'' ''دیوبندی جی'' اور ''شیعہ جی'' کہنا گالی ہے۔ تم بھی فقیر کو ''سنی جی''، ''قادری جی''، ''حنفی جی'' کہو فقیر غصہ نہ کرے گا۔ آپ علمی گفتگو کے قائل تھے، لڑائی بھڑائی کی اجازت نہ دیتے تھے۔ راستے میں نگاہیں نیچی رکھتے، گفتار رفتار سب کچھ سنتِ رسول کے مطابق تھا۔ عصا مبارک کا اہتمام کرتے، کوئی دعا کے لیے جہاں بھی عرض کرتا، ٹھہرتے اور دعا فرماتے، دعا مختصر اور جامع کرتے۔ بازار سے گزرتے تو چوتھے کلمے کا ورد کرتے، دوکاندار اٹھ کر ملتے تو انہیں ناپ تول اور جائز قیمتوں کے بارے میں تلقین فرماتے۔ سنی ملتا تو خوش ہوتے، غیر مسلک ملتا تو ہاتھ نہ ملاتے۔ اور فرماتے فقیر کو غیر سنی سے ہاتھ ملانا پسند نہیں۔ فضول گفتگو نہ فرماتے، دیہاتوں میں گلیوں سے گزرتے تو مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کا نغمہ الاپتے اور ساتھ چلنے والے بھی آپ کی آواز سے آواز ملاتے، آپ نے کئی دیہاتوں کے نام بدل کر اسلامی نام رکھے، تحصیل شکرگڑھ میں ''ٹھاکر دوارے'' کا نام غوث پورہ رکھا۔ بچوں کے غیر شرعی نام بدل دیتے، اور محمد سعید، محمد احمد، محمد حامد رضا، اس طرح کے نام رکھتے۔ پانی کے لیے برتن صاف رکھاتے، ایک مرتبہ راقم سے پانی لانے کو کہا، راقم لوٹے میں پانی لایا تو فرمایا، لگتا ہے تمہارا انگوٹھا پانی میں ڈوبا ہے، میں نے عرض کیا، ہاں۔ فرمایا یہ پانی مکروہ ہو چکا ہے۔ دوبارہ پانی لاؤ اور لوٹے کو نیچے سے پکڑ کر لاؤ۔ آپ اپنی تقریروں میں پاکی، ناپاکی کے مسائل بتاتے اور عمل کی تلقین فرماتے۔

آپ کا سونا بھی سنتِ رسول کے مطابق تھا، کبھی پاؤں پھیلا کر سوتے نہ دیکھا گیا، قبلہ رخ ہو کر سوتے، ذکر کرتے کرتے سو جاتے، آدھی رات کے بعد اُٹھ کر تہجد کی تیاری کرتے۔

Marfat.com

بعد میں قرآن پاک کی بلا ناغہ تلاوت فرماتے، نمازِ فجر با جماعت مسجد میں ادا کرتے۔ سفر کے دوران گاڑی روک کر با جماعت نماز پڑھتے۔ یا نماز کے وقت کا حساب لگا کر سفر کرتے، سفر میں باتوں کی بجائے ذکر و فکر کا اہتمام کرتے، کوئی جتنی خدمت کر دیتا، قبول کر لیتے، تقریروں کا ریٹ طے کرنا، کرایہ مانگنا وغیرہ آپ کے نزدیک نہایت قبیح فعل تھا۔ ایسا کرنے والے کی خوب مرمت کرتے۔ آپ بطور پیر طریقت ایک مثالی کردار کے حامل تھے۔ عورتوں سے بے پردہ ملنا اور باتیں کرنا ناپسند تھا۔ عورتوں سے پردے میں رہ نہایت مختصر بات کرتے۔ گھروں میں اذانیں دلاتے، مسنون وظائف بتاتے، نماز، روزے اور زکوٰۃ کی تلقین کرتے۔ سلسلہ قادریہ رضویہ کے فضائل بیان کرتے، اور لوگوں کو ولی اللہ بننے والے کام بتاتے، سالانہ عرس پاک کی تقریبات بھی نہایت سادہ اور سنت رسول کے مطابق ہوتیں۔

جس کی ہر ادا سنتِ مصطفیٰ

ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

سبز عمامہ شریف کو بھی مسنون سمجھتے، سفید، کلیجی اور کریم رنگ کے عمامے بھی باندھتے تھے، اوپر سے سفید رنگ کا رومال ضرور لیتے، خطبے کے دوران لمبی عبا پہنتے، آپ کو دعوتِ اسلامی، سنی تحریک اور رضا اکیڈمی لاہور سے خصوصی لگاؤ تھا، باقی اہل سنت و جماعت کی تنظیموں کو بھی محبت کی نظر سے دیکھتے، یہی دعا فرماتے، اللہ تعالیٰ نیک کاموں میں کامیابی عطا فرمائے، آپ سلام میں پہل کرتے تھے۔

آپ کو بزرگوں کا کلام پسند تھا، بالخصوص، کلامِ اعلٰحضرت وردِ زبان رہتا، بلکہ آپ کو حفظ تھا، حضرت مولانا حسن بریلوی اور حضرت مولانا جمیل قادری کا کلام بھی بہت پسند کرتے تھے۔ مولانا حشمت علی رضوی، شیر اہل سنت مولانا محمد عنایت اللہ سانگلہ ہل والے، مولانا غلام جیلانی، مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر اچھروی، مولانا صوفی محمد اللہ دتہ علیہم الرحمہ کے مناظروں کے حوالے دیتے تھے۔

Marfat.com

کرامات

اسلام میں کرامت برحق ہے۔ اسکا ثبوت قرآن وسنت کے جلی دلائل سے روشن ہے، اسکا انکار سب سے پہلے معتزلہ نے کیا، پھر دیگر اسلام دشمن فرقے بھی سرگرم ہو گئے، کرامت اسلام کی حمایت پیغمبر اسلام کی صداقت کی برہن دلیل ہوتی ہے، یہ اہل تقویٰ اور اہل ولایت کو نصیب ہوتی ہے، جسے دیکھ کر عقل سلیم پکار اُٹھتی ہے کہ اگر ولی کی کرامت کا یہ عالم ہے تو خدا کی قدرت کا کیا عالم ہوگا، دراصل نبی کا معجزہ ہو یا ولی کی کرامت، ہر جگہ قدرت خدا کا ظہور ہوتا ہے، اس لئے اس حقیقت کا انکار گمراہی ہے، حضرت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی کی سب سے بڑی کرامت تو ان کی بے مثال استقامت تھی، زمانہ بدل گیا، وہ نہ بدلے، یہ کیا کم کرامت ہے، اس استقامت کے نتیجے میں بارگاہِ کبریا سے جو انعامات و کرامات وصول ہوئیں، اِس باب میں اُن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

دُعا سے بیٹا پیدا ہوا: حضرت مولانا محمد افضل قادری کا بیان ہے کہ حضرت صاحب قبلہ جامع مسجد میں تشریف لائے، فرمایا بندہ خدا کوئی ٹھنڈا کمرہ ہے، میں نے عرض کیا ضرور کمرے تو وہی ہیں جو آبنوا کر گئے تھے، بہرحال یہ سائیڈ والا کمرہ نسبتاً ٹھنڈا رہتا ہے آپ وہاں جا کر لیٹ گئے، فقیر اُن کے پاؤں دبانے لگا، میرے پاس جناب ماسٹر احمد دین گورسیال والے اور اُن کا بیٹا بھی بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے مری خیریت دریافت فرمائی، میں عرض کی، حضور پانچویں بیٹی ہوئی ہے اب اگر بیٹی ہوئی تو میں پیر بدل لوں گا، ماسٹر احمد دین صاحب نے تاسف کا اظہار کیا کہ ایسے نہیں کہتے، اُن کے بیٹے کے گھر بھی بیٹیاں ہی ہوتی تھیں، وہ بھی پریشان تھا، حضرت صاحب اُٹھ کر بیٹھ گئے، آپ کی آنکھیں

Marfat.com

نمناک تھیں آپ نے دُعا فرمائی، اور فرمایا ''اللہ، رسول، کرم فرمائیں گے''۔ اپنی بیوی کے شکم پر انگلی سے حضور اور اللہ کا نامِ مبارک لکھ دینا، اور پھر ایک مرتبہ زیارت ہوئی تو فرمایا، مولوی صاحب نامِ مبارک لکھا تھا؟ اچھا بیٹے کا نام محمد حامد رضا رکھنا، آپ عمرے پر تشریف لے گئے، مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا کے صدقے مجھے بیٹا عطا فرمایا اور ماسٹر احمد دین صاحب کے بیٹے کو بھی بیٹا عطا فرمایا، میں سمندری شریف مٹھائی لے کر گیا، آپ نے مجھے دیکھتے ہی خوشی کا اظہار فرمایا، میں نے عرض کی، جناب آپ کی دُعا قبول ہوگئی ہے، فرمایا بندہ خدا! وہ تو مٹھائی کا ٹوکرا دیکھ کر ہی معلوم ہو گیا ہے، فقیر اتنی مٹھائی کیا کرے گا، میں عرض کی قبول فرمائیں، آپ نے درس کے طالبعلموں کو بلا کر تقسیم فرما دی۔ پھر آپ میرے غریب خانے پہ گوجرانوالہ تشریف لائے، میں نے اپنا بیٹا آپ کی آغوشِ رحمت میں ڈالا تو خوش ہو کر فرمانے لگے، ننھے میاں! آپ کو غوث پاک کا مرید کر دیا، آپ کو غوث پاک کا مرید کر دیا، آپ کو غوث پاک کا مرید کر دیا، اور انشاء اللہ حامد رضا کا فیض بھی نصیب ہوگا۔ وہ میرا بیٹا ابھی چھوٹی سی عمر کا ہے مگر داڑھی والے آدمی کا ہاتھ چومتا ہے اور داڑھی منڈھے سے ہاتھ نہیں ملاتا، اس نے میرے والد صاحب کے ہاتھ چومے تو وہ کہنے لگے، ابھی تم پر مولوی رشید صاحب کی بڑی نظر ہے شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پیر کے صدقے مجھے یہ نعمت عطا فرمائی۔

دل کی بات کا جواب: جامع مسجد نور شکر گڑھ کے موذن جناب حافظ محمد نذیر نقشبندی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا قدس سرہ موضع جاتلہ میں وعظ فرمانے گئے، فقیر بھی ساتھ تھا، اُن لوگوں نے گھوڑا بھیجا جس پر آپ سوار ہوئے، وہاں پہنچے تو سادہ سا کھانا پیش کیا، آپ نے فرمایا فقیر تقریر کے بعد کھائے گا، تقریر کے بعد کسی نے کھانا نہ دیا، صبح نماز کے بعد ہم پیدل آ گئے، نہ کسی نے سواری دی اور نہ کوئی خدمت کی، راستے میں میرے دل میں خیال آیا، یار کیسے لوگ ہیں، کتنے شوق سے لے گئے اور واپسی پر حضرت مولانا بھوکے چل پڑے، رات تو گزر گئی تھی، کسی نے ناشتہ بھی نہ کرایا اور نہ کوئی خدمت کی، آپ

Marfat.com

نے میری طرف دیکھا اور فرمایا ''حافظ صاحب! ہم کسی پر احسان کر کے نہیں آئے، ہم اپنے آقا کا ذکر کرنے گئے تھے، یہ ذکر کیا کم ہے؟'' پھر راستے میں آپ نے وضو کیا میں نے دل میں سوچا، نماز کا وقت بھی نہیں ہوتا پھر بھی آپ وضو کرتے رہتے ہیں، آپ نے پھر میری طرف دیکھا اور فرمایا جب وضو ٹوٹ جائے تو کر لینا چاہئے، بندہ اللہ تعالیٰ کے حفظ و امان میں رہتا ہے۔

خواب اور حقیقت: جناب صوفی محمد اشفاق رضوی صاحب کا بیان ہے کہ فقیر کو لاہور میں خواب آیا، حضرت صاحب قبلہ لیٹے ہوئے ہیں اور فقیر آپ کی ٹانگیں دبا رہا ہے، فقیر نے خواب میں عرض کیا کہ حضرت صاحب! مجھے مارچ کی پہلی جمعرات، جمعہ عنایت فرما دیں، میں اپنے محلے میں جلسہ کرانا چاہتا ہوں آپ نے ڈائری دیکھ کر تاریخ عطا فرما دی، میری آنکھ کھل گئی، کچھ دنوں کے بعد آپ بادامی باغ لاہور تشریف لائے، آپ ایک کمرے میں لیٹے ہوئے تھے، فقیر آپ کی ٹانگیں دبانے لگا، فقیر نے دیکھا کہ خواب والا منظر پورا ہو گیا ہے، فقیر نے عرض کیا، حضرت صاحب! مجھے کوئی تاریخ عطا فرما دیں، میں اپنے محلے میں جلسہ کرانا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا، کونسی تاریخ؟ میں نے عرض کی جو خواب میں عطا فرمائی تھی، آپ نے فرمایا، بندہ خدا! خواب تو خیال ہوتے ہیں، تم بتاؤ کونسی تاریخ چاہئے، میں نے عرض کی، حضور! خواب کو آپ ہی حقیقت بنا سکتے ہیں، مجھے خواب والی تاریخ عطا کر دیں، آپ نے مسکرا کر فرمایا، چلو ٹھیک ہے پھر مارچ کی پہلی جمعرات جمعہ رکھ لیتے ہیں۔

سوال کا جواب: صوفی محمد اشفاق رضوی صاحب کا ہی بیان ہے کہ ایک دفعہ اخبار میں کسی وہابی نے لکھا تھا کہ جس نے بسم اللہ شریف کے عدد ۷۸۶ نکالے تھے اُس کا ہاتھ مفلوج ہو گیا تھا، میں نے سوچا کہ حضرت صاحب قبلہ سے پوچھوں گا، خُدا کی قدرت، آپ میری خواب میں جلوہ گر ہوئے، میں نے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ عدد تو اللہ کے ولی لکھتے آئے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا عمل مقبول ہے، وہابی کا قول مردود ہے۔ میری

Marfat.com

آنکھ کھل گئی اور مجھے تسکین قلب نصیب ہوئی۔ چند دنوں کے بعد آپ داتا دربار تشریف لائے، میں زیارت کے لیے حاضر ہوا، آپ سے یہی خواب والا سوال کیا تو آپ نے بالکل وہی خواب والا جواب عطا فرمایا ''یہ عدد تو اللہ تعالیٰ کے ولی لکھتے آئے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا عمل مقبول ہے، وہابی کا قول مردود ہے''۔

نالہ بئیں نے راستہ دے دیا: صوفی محمد خالد رضوی کا بیان ہے کہ حضرت صاحب قبلہ شکر گڑھ میں تشریف فرما تھے، شاہ پور بھنگو میں پروگرام تھا، آپ نے مجھے حکم دیا کہ تم بھی ساتھ چلو گے، ہم نمازِ عصر کے بعد چل پڑے، راستے میں ''نالہ بئیں'' میں سیلاب آیا ہوا تھا، پل بھی نہیں تھا ہم کنارے پر بیٹھے سیلاب اترنے کا انتظار کرتے رہے، مگر سیلاب کی وہی کیفیت رہی، میں نے عرض کیا حضرت صاحب واپس چلیں، آپ نے فرمایا! بندہ خدا وعدہ کیا ہے وہ لوگ انتظار کرتے ہوں گے، نمازِ مغرب کا وقت قریب ہو گیا، آپ نے فرمایا اللہ رسول کا نام لے کر چلو، گھٹنے ننگے نہیں ہونے چاہیں، یہ ستر میں شامل ہیں، میں اور صوفی لال دین صاحب بھی ساتھ تھے، ہم دونوں حضرت صاحب کے پیچھے نالہ بئیں میں اُتر گئے سیلاب زوروں پر تھا، نالہ بھی گہرا تھا لیکن خدا شاہد ہے کہ پانی ہمارے گھٹنوں سے نیچے ہی رہا، ہم باعافیت نالہ پار کر گئے، شاہ پور بھنگو پہنچے تو لوگ حیران رہ گئے، لوگ سیلاب کو دیکھتے اور کبھی حضرت صاحب کو دیکھتے کافی لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔

ریل گاڑی رُک گئی: صوفی محمد خالد رضوی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہ علیہ الرحمہ ریلوے اسٹیشن شکر گڑھ سے تقریباً پونا کلومیٹر دور، حضرت مولانا محمد نور الدین قدس سرہ کے مزارِ پُر انوار پر دُعا مانگ رہے تھے، آپ نے لاہور کی گاڑی پر بیٹھنا تھا، گاڑی اسٹیشن پر پہنچ چکی تھی، دو مرتبہ وسل بھی ہو چکی تھی، آپ دُعا میں مصروف رہے، میں نے عرض کی سرکار ذرا جلدی کریں، گاڑی تو نکلنے والی ہے تیسری وسل بھی ہو گئی، آپ دُعا سے فارغ ہوئے اور فرمایا ''بھئی پریشان کیوں ہوتے ہو، گاڑی فقیر کو لے کر جائے

Marfat.com

گی، ہم آرام کے ساتھ اسٹیشن پہنچے، گاڑی کھڑی تھی، ڈرائیور اور دیگر عملہ انجن چیک کر رہے تھے، باقی سواریاں بھی پریشان تھیں، آپ نے ٹکٹ خریدی اور آرام سے چلتے ہوئے ایک ڈبے میں بیٹھ گئے، اُدھر انجن کے چلنے کی صورت بن گئی، تھوڑی دیر بعد گارڈ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا، حضرت کیا آپ ابھی تھوڑی دیر پہلے سوار ہوئے ہیں، آپ نے فرمایا ''ہاں'' اُس نے کمالِ عقیدت سے کہا، آپ ہمیں بیعت کرلیں اور ٹکٹ واپس کردیں، یہ انجن آپ کی برکت سے چلا ہے۔

دل کی خواہش پوری کردی: حضرت مولانا قاری عبدالشکور قادری کا بیان ہے کہ فقیر کو شہیدِ اہل سنت مولانا محمد اکرم رضوی علیہ الرحمہ کی سوانح پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے پڑھا کہ اُن کے مرشدِ گرامی حضرت مولانا ابوداود محمد صادق قادری ادام اللہ ظلہ، اُن کو بیٹا کہہ کر پکارا کرتے تھے، اور انہوں نے حضرتِ شہید کو اُن کے والدین سے مانگ کرلیا تھا، یہ واقعہ پڑھ کر میرے دل میں بھی حسرت بیدار ہوئی کہ کاش میرے مرشدِ گرامی حضرت مولانا ابومحمد محمد عبدالرشید قادری بھی مجھے بیٹا کہہ کر پکاریں اور مجھے میری والدہ سے دین کے لئے مانگ لیں، مجھے سمندری شریف جانے کا اتفاق ہوا، تو یہ حسرت اور بڑھ گئی، میں حضرت صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا، ''بیٹا عبدالشکور کیا حال ہے؟ میرا دل جھوم اُٹھا اسکے تین سال گزر گئے، آپ مجھے ہمیشہ بیٹا ہی کہہ کر پکارتے رہے۔ اب دوسری حسرت رہ گئی تھی آپ ایک مرتبہ فقیر کے غریب خانے میں تشریف لائے اور میری والدہ سے فرمایا، بہن عبدالشکور ہمیں دے دیں، دین کے کام کرے گا۔ اسکی شادی بھی ہم کردیں گے۔ الحمدللہ آپ نے میری دونوں آرزوئیں پوری کردیں۔

جاؤ کچھ نہیں ہوگا: حضرت مولانا عبدالشکور قادری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے ساتھ ظفر وال میں نہایت سنگین واقعہ پیش آگیا، میری جان کو خطرہ لاحق

Marfat.com

، میری والدہ نے رو رو کر بُرا حال کر لیا تھا، میں بھی اِس قدر پریشان تھا کہ تحریر نہیں کیا سکتا، آخر میں اسلامی بھائی عبدالوحید قادری اور محمد قیصر رضا قادری کے ہمراہ سمندری ریف چلا گیا، حضرت صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی تسکین آمیز آواز سنی ''السلام علیکم'' تو دل کو سکون ہو گیا، آپ نے پوچھا بھئی کیا پریشانی ہے؟ میں نے سارا ماجرہ سُنا دیا اور عرض کیا کہ میں یہاں رہنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا اگر اس واقعے سے دُور رہنا چاہتے ہو تو جاؤ، فوراً جاؤ، کچھ نہیں ہوگا، معاملہ رفع دفع ہو جائے گا، آپ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ سُن کر مجھے یقین آ گیا، ہم صبح سویرے ظفر وال پہنچ گئے تو سب معاملہ ختم ہو چکا تھا، جیسے کبھی یہ معاملہ پیش آیا ہی نہیں تھا، جن حالات کو حل کرنے کے لئے شائد عرصہ درکار تھا، نگاہِ ولایت نے ایک لمحہ میں حل کر دیئے تھے۔

ایک حسین خواب: حضرت مولانا محمد سلیم ربانی کا بیان ہے کہ فقیر کو ایک مرتبہ نارووال میں رات خواب آیا میں دیکھتا ہوں کہ میں ایک خوبصورت پرندے کی طرح فضا میں اُڑ رہا ہوں اور یہ نغمہ گا رہا ہوں ''مومنو! خوشیاں مناؤ کملی والا آ گیا، پھر اچانک ایک محفل پاک میں پہنچ گیا جس میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو رہا تھا، جب ذرا قریب جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہاں تو اُستاذی حضرت مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری تشریف فرما ہیں، میرے دِل میں آپ کی عقیدت اور بڑھ گئی، درحقیقت یہ آپ کی اتباعِ رسول کے کمال کی طرف اشارہ تھا، آپ کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفٰے کی تصویر تھی۔

وصال کا اشارہ: حضرت مولانا محمد ناصر قادری کا بیان ہے کہ آپ نے ایک سال قبل ماہِ رجب المرجب میں معراجِ مصطفٰے کے موقع پر تقریر فرماتے ہوئے فرمایا'' ہو سکتا ہے فقیر اگلے سال یہ مہینہ نہ دیکھ سکے، اس بات کے سینکڑوں لوگ گواہ ہیں۔ وہی ہوا، آپ اگلے سال رجب المرجب کی تشریف آوری سے پہلے ہی وصال فرما گئے۔

Marfat.com

”نظریات“

حضرت مولانا قدس سرہ ساری عمر اہلِ سُنت و جماعت کے عقائد و نظریات کے ترجمان رہے، فقہ میں حضرتِ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد تھے، صاحبین کے قول کی بجائے حضرتِ امام اعظم کے قول پر عمل کرتے اور فرماتے ”ہم یوسفی نہیں حنفی ہیں“، آپ کو حضرتِ امام اعظم کے ساتھ بہت محبت تھی، آپ نے آخری عمر میں رشدالایمان فی دورۃ الحدیث والقرآن، رقم فرمائی جس میں آپ نے نہایت جامع انداز میں مندرجہ ذیل نظریات کو ثابت فرمایا ہے اور انہی نظریات پر آپ کا وصال ہوا۔

☆ ...... حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔

☆ ...... حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال بشریت برحق ہے۔

☆ ...... حضور سید صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناضر ہیں۔

☆ ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عطائی علمِ غیب ثابت ہے۔

☆ ...... حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار اور شفاعت برحق ہے۔

☆ ...... اللہ عزوجل کے بندے بھی امداد فرماتے ہیں۔

☆ ...... تمام صحابہ کرام اور اُن کے پیروکار جنتی ہیں۔

Marfat.com

☆..... گانا حرام ہے، بے پردگی ناجائز ہے، بغیر عذرِ شرعی جاندار کی تصویر بنانا، بنوانا حرام ہے۔

☆..... جنازہ کے بعد دُعا ثابت ہے۔

☆..... دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا ثابت ہے۔

☆..... ایصالِ ثواب اور فاتحہ، تیجہ، ساتہ، چالیسواں، گیارھویں، ختم میلاد جائز ہے۔

☆..... اذان کے اول آخر درود جائز ہے۔

☆..... نامِ محبوب پر انگوٹھے چومنا جائز اور باعث محبت ہے۔

☆..... نماز کے بعد ذکر بالجہر جائز ہے۔

☆..... نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ناجائز ہے۔

☆..... تراویح بیس ہیں۔

☆..... سیاہ خضاب لگانا جائز نہیں۔

آپ تعامل احناف پر سختی سے عمل پیرا تھے، مسلکِ رضائے پاسبان اور محدثِ اعظم کی تعلیمات کے عمل بردار تھے، یہ سب کچھ قرآن وسنت کا آئینہ دار ہے۔

Marfat.com

''تاثرات''

قدر والے کو قدر والے کی قدر ہوتی ہے۔نظر والے ہی کو نظر والے سے پیار کرتے ہیں حضرت مولانا قدس سرہ کے وصال پاک کے سانحہ فاجعہ کو ہر صاحب دل نے محسوس کیا، اور اُسے مسلکِ مذہب کیلئے عظیم نقصان قرار دیا، آیئے چند اہل بصیرت حضرات کے تاثرات قلمبند کرتے ہیں۔

(حضور قبلہ عالم پیر سید ظفر اقبال شاہ)

علی پور سیداں شریف کے مرکزی سجادہ نشین حضور قبلہ عالم پیر سید ظفر اقبال شاہ علی پوری نے فرمایا'' حضرتِ مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید قادری سمندری والے ہمارے مسلک کا عظیم ستون تھے، انہوں نے ساری عمر گستاخانِ رسُول کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے بسر کردی۔ آپ نہایت غیرت مند مسلمان تھے، اور بد مذہبوں کے ساتھ میل جول کو ہرگز پسند نہیں کرتے تھے، فکرِ رضا کے داعی تھے، اُن کی موت عالم کی موت ہے، مولا کریم اُن کے خلاء کو اپنے فضل وکرم سے پورا فرمائے، اُن کے مشن کو جاری وساری فرمائے اور اُن کے لواحقین و مُریدین اور تمام سُنّی مسلمانوں کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین۔

Marfat.com

(حضرت علامہ فیض احمد اویسی رضوی)

نامور دانشور حضرت علامہ فیض احمد اویسی رضوی بہاولپوری نے فرمایا، حضرت علامہ مولانا ابومحمد محمد عبدالرشید قادری سمندری شریف والے فقیر کے گہرے دوست، مہربان اور دیرینہ کرم فرما تھے، خدا گواہ ہے کہ انہوں نے ساری عمر الحب فی اللہ اور البغض فی اللہ میں بسر فرمائی، وہ استاذی المکرم قطب عالم حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے مظہر کامل اور خلیفہ مجاز تھے، مولا کریم اُن کو عشقِ مصطفیٰ کا صدقہ قبر میں شفاعت مصطفیٰ سے سرفراز فرمائے۔

(حضور قبلہ پیر سید ذیشان المجتبےٰ چراغوی نقشبندی)

آستانہ عالیہ مراڑہ شریف اور والٹن شریف کے مرکزی سجادہ نشین حضرت قبلہ پیر سید ذیشان المجتبےٰ نقشبندی چراغوی نے فرمایا "حضرت علامہ مولانا عبدالرشید صاحب رحمہ اللہ علیہ ایک بہت ہی معتبر شخصیت، ایک عظیم عالمِ دین اور کامل و اکمل انسان تھے، اور بالخصوص مسلکِ حق اہل سنت و جماعت کے عظیم سرمایہ تھے، اُن کا اس دنیا سے اوجھل ہو جانا مسلک اور عاشقِ رسُول کے لئے بہت بڑی کمی ہے، اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین!

Marfat.com

(حضرت مفکرِ اسلام پروفیسر محمد حسین آسی)

عظیم سکالر اور محقق حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب نے فرمایا ''حضرتِ شیخ القرآن والحدیث مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید سمندری شریف والے نہایت باغیرت اور متصلّب سُنّی تھے، آپ جس بات کو حق سمجھتے اُس پر پوری قوت کے ساتھ ڈٹ جاتے اور اس کے مقابلے میں کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے، حضور پُر نور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اُن کی زندگی کا جلی عنوان ہے، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک کا صدقہ اُن پر اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائے اور اُن کو خدمت دین مبین کا بہترین ثواب عطا فرمائے۔

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بنائی ہے
سب نے صفِ محشر میں للکار دیا ہم کو
اے بے کسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے
بازار عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
سرکارِ کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے

Marfat.com

مولانا محمد بشیر احمد مجددی

مدیر اعلیٰ (انوار لاثانی)

حضرت علامہ ابو عبدالرشید رضوی کے وصال مبارک کی خبر برق بن کر گری جس سے یقیناً ہر صحیح العقیدہ سنی مسلمان غمناک ہو گیا۔ موصوف بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، عقیدے کی پختگی اور عمل کی درستگی ان کا طرہ امتیاز تھی۔ مولا کریم اپنے محبوب کریم کے صدقے انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا کرے۔ آمین!

خصوصا بدعقیدہ گروہوں کے رد اور دلائل فقہ کا جو ملکہ انہیں حاصل تھا وہ دور حاضر میں خال خال نظر آتا ہے۔

Marfat.com

پروفیسر محمد عبداللہ نقشبندی

(شعبہ فزکس گورنمنٹ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ)

طالب علمی کے زمانہ میں مجھے شکر گڑھ آنے کا موقع ملا۔ جامعہ مسجد نور میں حضرت موصوف خطابت کے فرائض سر انجام دیتے تھے۔ عصر کی اذان کا وقت ہو گیا۔ میں نے آگے بڑھ کر لاؤڈ اسپیکر پہ اذان دینے کی کوشش کی۔ مولانا نے مجھے گردن سے پکڑ لیا اور فرمایا "سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرنے والا اذان کیسے دی سکتا ہے، پہلے داڑھی پوری کرو۔ آپ سنت نبوی کی پیروی سختی سے فرماتے تھے اور لوگوں کو بھی ہدایت کرتے تھے، سچی بات یہ ہے کہ ہمارے مضبوط بریلوی علما کرام مضبوط متبع سنت ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا کا شمار بھی انہیں علما کرام میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت مولانا ابو محمد محمد عبد الرشید علیہ الرحمہ

ایک چراغ اور بجھا!

ہمارے مقتدر علمائے اہلسنت کی صف اول کے عالم دین تھے۔انہوں نے ساری زندگی مسلک اہلسنت کے فروغ اور اہلسنت کے عقائد کی آبیاری میں گزاری۔ وہ ایک معلم، مدرس، خطیب اور مناظر کی حیثیت سے بلند پایہ حقیقت کے حامل تھے۔ان کی موت نے خیابان سنت کو ویران کر دیا ہے اور پاکستان کے تمام سنی آپ کی رحلت کے اظہار غم کرتے ہیں۔لاہور میں کئی مساجد میں انکے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ اور علمائے کرام نے انکی ملکی اور اعتقادی خدمات کو ہدیہ بخشش پیش کیا۔ مولانا مرحوم اپنی وضع کے منفرد انسان تھے۔ مجھے ان سے بہت زیادہ نیاز حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا۔لیکن جو چند ایک مختصر ملاقاتیں ہوئیں ان میں ایک عابد، زاہد اور متصلب و خوش عقیدہ شخصیت کا تذکرہ ذہن پر مرتسم ہوا۔ اللہ ان کے اخلاص اور انکی سعی کو اپنی جناب میں قبول فرمائے۔

زاویہ نشین

محمد رضاء الدین صدیقی

چیرمین زاویہ فاونڈیشن لاہور

Marfat.com

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ

حضرت علامہ مولانا صوفی محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحلت کی خبر سے سخت صدمہ ہوا، وہ موجودہ دور میں اخلاص للہیت اور صلابت مسلک میں یکتائے زمانہ تھے۔ دین حق کی تعلیم اور تبلیغ میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے اور اس راستے میں کسی رکاوٹ کو حائل نہیں ہونے دیتے تھے، حق گوئی کا پیکر مجسم تھے، اہل باطن اور بد مذہبوں کی لئے ان کے ہاں کوئی لچک نہ تھی وہ بے دینوں اور بد مذہبوں کے لئے محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری اور شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ کا خنجر خونخوار تھے۔ سچی بات یہ ہے کہ صلح کلیت بہت آسان ہے لیکن مولانا صوفی محمد عبدالرشید قادری رضوی ہونا اور ''ونخلع ونترک من یفجرک'' پر حرف بحرف عمل کرنا بہت مشکل کام ہے میں نے انہیں شاہی مسجد جھنگ بازار کے حجرے میں بھی دیکھا، پھر جامعہ نعیمیہ میں پڑھاتے ہوئے بھی دیکھا، ان کے ساتھ حمد اللہ اور خیالی کے کچھ اسباق کی تکرار کی تھی، پھر سمندری تشریف لے گئے، ان کی پاکبازی اور صلابت میں کہیں فرق نہیں آیا۔

Marfat.com

تعزیتی اجلاس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حضرت علامہ تابش قصوری صاحب

مورخہ ۱۰ ستمبر ۲۰۰۲ بروز بدھ، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور میں حضرت مولانا علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ کی زیر صدارت حضرت علامہ مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید رضوی قادری علیہ الرحمۃ خطیب اعظم سمندری ضلع فیصل آباد کے وصال پر ملال پر جلسہ تعزیت منعقد ہوا۔ جسمیں جامعہ کے تمام اساتذہ نے شمولیت فرمائی، خصوصاً حضرت مولانا علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، حضرت علامہ مولانا عبدالتواب صاحب صدیقی، حضرت مولانا حافظ محمد عبدالستار صاحب سعیدی، حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی، الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی بانی رضا اکیڈمی لاہور، محترم جناب قاری حافظ محمد طاہر رضا صاحب، موقوف علیہ اور دورہ حدیث شریف کے کثیر طلبا کی موجودگی میں علما نے حضرت علامہ مولانا ابو محمد عبدالرشید صاحب رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں خدمات دینیہ پر روشنی ڈالی اور ان کے مسلک حق کی پختگی پر خراج تحسین پیش کیا۔

حضرت قبلہ مفتی صاحب مدظلہ نے برملا فرمایا مرحوم اپنے مسلک اور عقیدے میں اتنے مضبوط اور ٹھوس نظریہ کے مالک تھے کہ جس شخص نے بھی دیگر عقیدے والوں سے معمولی سا تعلق رکھا اس سے میل جول رکھنا

Marfat.com

روانہ سمجھتے یہی وجہ تھی کہ مجھے جامعہ کے سلسلہ میں حکومتی سطح پر بھی نمائندگی کرنی پڑتی ہے جہاں دیگر نظریہ کے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں۔ فقط اس بنا کے باعث مولانا موصوف جامعہ میں تشریف نہ لاتے، گو مسلک حق کی علمی خدمات کا احیا اور تقریبات و محافل میں اعتراف و اقرار کرتے ہوئے تحسین فرمایا کرتے، نیز فرمایا محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی رضوی کے تلامذہ میں ان کا شمار تھا، بریلی شریف سے بھی علمی استفادہ کرتے رہے۔ تصلب فی الدین میں مولانا ابوداؤد، محمد صادق صاحب اور علامہ محمد عبدالرشید علیہ الرحمتہ اپنی انفرادی خوبیوں سے متصف ہیں۔ حضرت مولانا حافظ محمد عبدالستار صاحب سعیدی مدظلہ نے فرمایا حضرت کے جانے کے بعد جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پورا ہونا مشکل ہے اس دوران وصال فرما جانے والے دیگر علما کرام کا بھی تذکرہ کیا یعنی حضرت مولانا علامہ ارشد القادری، حضرت مولانا ضیاء اللہ قادری، حضرت مولانا علامہ سعید احمد مجددی، حضرت مولانا پیر محمد ابراہیم سرہندی، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی (جو حضرت مولانا مفتی تنویر القادری کے والد ماجد اور مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ کے سسر تھے)، مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری نے اظہار خیال کرتے ہوئے حضرت مولانا علامہ ابومحمد محمد عبدالرشید رضوی علیہ الرحمہ کی دینی، مسلکی خدمات پر بھرپور انداز میں خراج محبت پیش کیا۔ اور الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی مدظلہ بانی رضا اکیڈمی لاہور نے اپنے برادر نسبتی کے متعلق

Marfat.com

بڑے شاندار کلمات سے ان کی پاکیزہ زندگی کے واقعات سے محفل کو نوازا، نیز حاجی صاحب کے صاحبزادے قاری حافظ محمد طاہر رضا نے تو بڑے والہانہ انداز میں متعدد اوصاف سے سامعین کو آگاہ حضرت کے جنازہ کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے حافظ صاحب نے کہا کہ سمندری کی تاریخ میں اتنا عظیم اجتماع کسی کے جنازہ میں نہ دیکھا گیا۔ نیز بتایا کہ بلا برف کے تقریباً ۱۸ گھنٹے تک آپ کا جسد مبارک بالکل صحیح و سالم اور نہایت نرم رہا۔ گویا کہ آپ فوت نہیں ہوئے بلکہ سو رہے ہیں۔ جیسے جیسے وقت گزرتا رہا آپکے چہرہ مبارک پر مسکراہٹ بڑھتی گئی حافظ صاحب کہتے ہیں وفات کہ بعد جب میں نے پہلی مرتبہ آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھا تو آپ کے چہرہ کی مسکراہٹ دیکھ کر میرا دل برملا کہہ اٹھا۔

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشا بھی کہے گا الصلاۃ والسلام

آخر میں ایصال ثواب کرتے ہوئے آپ اور مذکور الصدر تمام وصال فرما جانے والے علما اہل سنت کی مغفرت و بخشش اور ان کے مراتب مدارج کی ترقی کے لئے دعا کی گئی۔ حاجی صاحب اور ان کے جملہ روحانی و جسمانی پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے صبر و جمیل اجر جزیل کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔

رپورٹر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم٥

از پروفیسر محمد رفیق ضیاء کراچی

خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

آج کل ہر طرف انفارمیشن ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر کی بات ہو رہی ہے۔ اس شعبہ سے ذرا سا بھی شغف رکھنے والے اشخاص تھری ڈائمینشنل گیمز سے تو ضرور واقف ہیں۔ کیونکہ ان میں نظر آنے والے ہر منظر کی سہ ۳ جہات سے ہی دیکھتا ہے لیکن ہر مخلوق میں یہ سہ ۳ جات نہیں ہوتیں۔ دو ڈائمینشن اور دھوپ وغیرہ صرف ایک ڈائمنشن ہوئی ہے۔ اسی طرح بہت چھوٹا بچہ یک ڈائمینشن اور کچھ دنوں کا بچہ دو ۲ ڈائمینشن رکھتا ہے۔ اسی لئے وہ بہت سی ایسی چیزوں کو منہ میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کے منہ کے سائز سے بہت بڑی ہوتی ہیں۔

انسان جسم اور روح کے مجموعہ کا نام ہے۔ انسانی جسم کے شعور کی تکمیل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ چیزوں کو سہ ۳ مرتبہ جہات (تھری ڈائمینشن) سے محسوس نہیں کرتا یہ اسکی جسمانی یا مادی تکمیل کہلاتی ہے۔

جس طرح جسمانی و مادی تکمیل کے لئے تھری ڈائمینشن کا احساس و شعور ضروری ہے، لہذا میرے ممدوح جناب صوفی عبدالرشید صاحب مرحوم و مغفور کو یہ سہ ۳ روحانی نسبتیں (تھری ڈائمینشن) بھی حاصل تھیں۔ ایک نسبت تو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے دوسری نسبت قبلہ والد صاحب سے

Marfat.com

چشتی صابری ہونے کی تھی اور تیسری و آخری نسبت قادری رضوی قبلہ محدث اعظم پاکستان سے ملی جس میں آپ اس قدر مستغرق ہوئے کہ اگر فنا فی الشیخ کہا جائے تو قطعاً بیجا نہ ہوگا۔

فرد کے مجموعہ کو افراد، افراد کے مجموعہ کو نوع، نوعوں کے مجموعہ کو دنیا، دنیاؤں کے مجموعہ کا عالم، عالموں کے مجموعہ کو عالمین کہتے ہیں۔ مادی اجسام کے عالم کو عالم تصوف میں عالم ناسوت، روشنی سے تخلیق شہد عالم کو عالمِ ملکوت نورانی اجسام کے عالم کو عالم جبروت اور عالم تجلی کو تصوف کی زبان میں عالمِ لاہوت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام عالمین کو مربوط انداز سے چلانے کے لیے ایک نظام قائم فرمایا ہوا ہے جسے تکوین کہتے ہیں۔ اسی نظام کے تحت ساری کائنات اور تمام عالمین کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اس نظام کا واضح اشارہ کلیم اللہ و واقعہ حضرت خضر میں ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت خاصہ سے مختلف بندوں کو نظام تکوین میں کچھ ذمہ داریاں عطا کی جاتی ہیں فرشتہ ان کی معاونت کرتے ہیں۔ تصوف میں انہیں قلندر، غوث، قطب، ابدال، اوتاد، مجذوب، اولیاء اور رجال الغیب وغیرہ کہتے ہیں۔ یہ سب نظام تکوین کے مختلف مناصب (عہدے) ہیں اس نظام کے منتظم اعلیٰ سرور کونین، باعث تخلیق کائنات رحمۃ للعلمین سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو رب تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہوا ہے۔ اس لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو میرے ممدوح (ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی مرحوم) ابدال سے کم نظر نہیں

Marfat.com

آتے۔ کیونکہ ابدال پہلے والے کی جگہ اس کے مشن کو جاری رکھنے کے لیے ہی بنایا جاتا ہے۔ کیونکہ محدث اعظم پاکستان کے پردہ فرمانے کے بعد آپ ہی ان کے منظر اتم و بدل علم وفن دکھائی دیتے ہیں ان کا جان و مال ان کی استقامت، ان کا جلال، ان کا علم، ان کا کمال، ان کی نشست ان کی رفتار، ان کا سکوت ان کی گفتار، ان کا لب ولہجہ اور ان کی قیل و قال، ان کے دلائل و ابحاث اور ان کی مثال ان کے واقعات و حکایات ان کے نظائر و استدلال، ان کا طرز تکلم وطرزِ مقال، ان کی بود و باش لباس و کردار ان کی دشمن خدا اور رسول سے عداوت و سختی اور اختلاط سے احتراز الغرض ہم انہیں جس زاویہ سے بھی دیکھیں یا پرکھیں گے تو محدث اعظم پاکستان کی شباہت ومظہر اتم ہی نظر آتے ہیں ان پر تو یہ شعر صادق آتا ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نہ گوئید بعد ازیں من دیگوم تو دیگری

پس دعا ہے کہ رب تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقہ جلیلہ سے ان بزرگوں کے مشن کو قیامت تک جاری وساری رکھے۔ اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے آمین بجاہ نبی الکریم الروف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقط والسلام!

احقر العباد: پروفیسر محمد رفیق ضیاء قادری عفی عنہ (صدر شعبہ اسلامیات)

Marfat.com

از الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی

سالار خاندان، علامہ ابو محمد محمد عبد الرشید قادری ضیائی رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ امام العاشقین حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ، عالم جذب میں کیا خوب فرما گئے ؎

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اس شعر کی فی زمانہ اگر کوئی مثال ملتی ہے تو واقف رموز شریعت و معرفت، کشاف راہِ طریقت وحقیقت، عارف اسرارِ خفی وجلی حضرت علامہ مولانا الحاج ابو محمد محمد عبد الرشید قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات تھی، انہوں نے ذات پات کے بکھیڑوں سے باہر نکل کر صرف اور صرف جذب و مستی اور عشق و محبت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا اپنا خاندان اور نسب بنالیا۔ اسی میں وہ مست رہے اور عشق و محبت کی ایسی ایسی قندیلیں روشن کیں کہ آج ہمارا خاندان انہیں بلاتفریق خورد وکلاں سالار خاندان تسلیم کرتا ہے۔ جن کی بلند تر ذات سے متاثر ہو کر اس خاندان میں کئی عالم، حافظ، قاری اور ثناء خوان کی اوصاف لیے ہوئے ہیں۔

حضرت علامہ صاحب علیہ الرحمتہ میرے برادر نسبتی تھے انہوں نے رضا اکیڈمی کی خدمات کو ہمیشہ خراج تحسین پیش کیا۔ اس کی اشاعتی

Marfat.com

تیز رفتاری پر کثیر دعاؤں سے نوازتے رہتے۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا علیہ الرحمتہ کی ذات بابرکات پر رضا اکیڈمی نے کتابیں شائع کر کے ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ سچی بات ہے اگر حضرت علامہ محمد عبدالرشید رضوی علیہ الرحمتہ جیسی ہستی ہمارے خاندان میں نہ ہوتی تو ہمیں کون پوچھتا یہ انہیں کے علمی فیضان کا ثمرہ ہے کہ مجھے پہلے ایک عرصہ تک مجلس رضا لاہور کی خدمت کا موقع نصیب ہوا۔ اور پھر جب مجلس کا کوئی پرسان حال نہ رہا تو چند مخلصین کی سرپرستی میں رضا اکیڈمی کی بنیاد رکھی جس نے اپنی بھرپور اشاعتی سرگرمیوں کے باعث عالمگیر مقبولیت حاصل کی ان تمام تر کامیابیوں میں دراصل عاشق اعلیٰ حضرت کی روح کارفرما تھی اور انشاء اللہ العزیز ان کا روحانی فیض مسلسل ہماری رہنمائی کرتا رہے گا۔

آپ کا وصال جہاں ذاتی طور پر میرے اور میرے خاندان کے لیے باعث ابتلاء و آزمائش ہے وہاں اہل سنت و جماعت کے لیے بھی ناقابل تلافی نقصان ہے۔ ان کا ایسے عالم میں تشریف لے جانا، انتہائی پریشان کن ہے۔ ثقہ اور پختہ عالم اٹھتے جا رہے ہیں۔ ان کی جگہ پر ہوتی نظر نہیں آ رہی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں ایسی شخصیات کی متعین کی ہوئی راہوں پر ثابت قدمی سے رواں دواں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

آپ کے جانے سے مجھ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ کچھ سمجھ نہیں آتا کہ ان کی دینی، ملی، مسلکی، مشربی خدمات کو کیسے خراج محبت پیش کروں۔

ان کی عظمت اور شان وشوکت کے لیے کیا یہ چھوٹی سی بات ہے کہ تاجدارِ بریلی کے سجادہ نشین یادگار سلف، نائب اعلیٰ حضرت مفتی اسلام مولانا علامہ محمد اختر رضا خان صاحب الازہری دامت برکاتہم العالیہ کو جب فون پر اطلاع ملی تو بے اختیار انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے۔ جب ذرا صبر کا دامن پکڑا تو فرمایا۔ ہم یہاں بریلی شریف میں ختم قل شریف کا اہتمام کریں گے۔ آپ حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمتہ کے آستانہ عالیہ سے پھولوں کے ہار لے جائیں اور بعد از دفن حضرت علامہ مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید رضوی علیہ الرحمتہ کے قبر انور پر ڈال دیں۔ چنانچہ حضرت اختر ملت مدعلیہ کے ارشاد پر باقاعدہ عمل کیا گیا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت کی روحانی برکات کو جاری وساری رکھے۔

آمین ثم آمین!

غم زدہ: محمد مقبول احمد ضیائی قادری عفی عنہ

رضا اکیڈمی لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

قابل تقلید زندگی، لائق رشک موت

از واعظ خوش بیاں علامہ محمد منشاء تابش قصوری

مَوْتُ التَّقِیْ حَیَاۃٌ لَا انْقِطَاعَ لَھَا
قَدْ مَاتَ قَوْمٌ وَ لَھُمْ فِیْ النَّاسِ اَحْیَآء

متقین کی موت حقیقتاً حیات نو ہی کا دوسرا سلسلہ ہے
عام لوگوں کی طرح یہ نہیں مرتے بلکہ وہ مر کر بھی زندہ ہیں

(حضرت شیخ معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ)

☆ یَنْتَقِلُوْنَ دار الی دار وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں۔

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

☆ سید عالم مخبر صادق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الدنیا سجن المومن۔ دنیا ایمان دار کا قید خانہ ہے۔

☆ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ٥ موت ایک ایسا پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتا ہے۔

الموت قدح کل نفس شاربوھا
والقبر باب کل نفس داخلوھا

موت ایک ایسا پیالہ ہے جسے ہر جاندار نے پینا ہے۔

Marfat.com

اور قبر ایک ایسا دروازہ ہے جس سے ہر ایک نے داخل ہونا ہے۔

☆ موت العالم موت العالم

عالم کی موت جہان کی موت ہے

☆ مناظر اسلام حضرت العلام مولانا الحاج ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی المعروف سمندری والے، رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً اس دور کی نامور علمی شخصیت سے معروف تھے۔ ان کا علم، عمل تھا اور ان کا عمل علم تھا، بلکہ یہ دونوں صفتیں ان پر نازاں تھیں وہ پیکر تقویٰ وطہارت تھے، ان کی طہارت قلبی، ان کی پاکیزہ زندگی پر دال تھی، عقیدہ اتنا سچا جتنا ایمان سچا، عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مجسمہ تھے، کسی بدعقیدہ اور منافق کو ان کے پاس سے گزرنے کی جرات نہ ہوتی۔

☆ علامہ محمد عبدالرشید رضوی علیہ الرحمۃ نے کبھی مداھنت سے کام نہ لیا۔ دورنگی کے سراسر خلاف تھے یہی وجہ تھی کہ انہوں نے ایسے سنی حضرات سے بھی نظریں چرائیں، جن کی نظروں میں دوسروں کی صورت کا سایہ پڑ چکا تھا۔ وہ صرف سرمایہ ملت کا ہی نگہبان نہ تھے بلکہ وہ تو ہر ایک سنی کے ایمان کے بھی پاسبان تھے۔

☆ وہ پاکستان میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے سچے مسلک کی نہ صرف پہچان تھے بلکہ مسلمہ برہان تھے انبیاء واولیاء، صحابہ واہل سنت کے دشمنوں کے لیے تیغ برآں تھے، وہ عرفان، استحسان کی دولت سے مالا مال تھے، ان کا وجود باجود اپنی مثال آپ تھا، وہ سنیوں پر نہایت رحمدل اور شفیق،

Marfat.com

مہربان تھے، بلاشبہ وہاں محسنین کی صف میں آتے ہیں جن کے بارے میں اللہ رب العزت کا اعلان ہے ان اللہ یحب المحسنین بے شک اللہ تعالیٰ محسنین سے محبت کرتا ہے۔ کیسے کرتا ہے۔

☆ ما یلیق بشانہ ٥ جیسے ان کی شان کے لائق ہے۔ عرصہ ہوا آپ ایک شب نارووال سے فیصل آباد جا رہے تھے کہ مرید کے میں کسی کام کے لیے تھوڑی سی دیر رکنا پڑا۔ مدینہ مسجد میں (جی ٹی روڈ جو لاری اڈہ) کے ساتھ ہے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر راقم السطور تقریر کر رہا تھا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے نعتیہ اشعار زبان پر آ گئے اور کچھ اس انداز سے پڑھے گئے کہ آپ انہیں سنتے ہی مسجد میں تشریف لے آئے کسی کو خبر تک نہ تھی کہ آج کے اس اجتماع میں اہل سنت کی ایک بلند مرتب شخصیت جلوہ افروز ہے۔ آپ پر محویت کا کچھ ایسا عالم طاری تھا کہ اپنی گرم چادر میں سر جھکائے درد و سوز سے آہیں بھرتے رہے۔

☆ جب جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ صلوٰۃ وسلام بارگاہِ خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام میں پیش کیا گیا۔ بعد از دعا راقم سڑک پر آیا آپ نے مجھے دیکھ لیا اور کرم فرماتے ہوئے اپنے خادم سے فرمایا اسے بلایئے بندہ حاضر ہوا۔ آپ نے انتہائی شفقت سے نوازتے ہوئے فرمایا۔ میں نے آج تمہاری ساری تقریر سنی ہے۔ جو عمدہ تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کے اشعار نے تو عجیب کیفیت پیدا کر دی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ میں تاجدار بریلی کے قدموں میں پڑا ہوں۔ نعت شریف سے محظوظ ہو رہا ہوں

Marfat.com

بڑی خوشی ہوئی آپ سے ملاقات کا موقع ملا۔ تمہاری کتاب ''دعوت فکر'' لاجواب ہے اللہ کرے ایسے معرکے سر کرتے رہیں۔ میں نے عرض کیا حضور! غریب خانہ کو قدم میمنت لزوم سے سرفراز فرمائیے۔ فرمانے لگے میں نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ وہاں انشاء اللہ وقت پر پہنچ جاؤں گا۔ نماز پڑھنے کے لئے رکا تھا۔ مگر اعلیٰ حضرت کے کلام نے باندھ لیا۔ آج جب حضرت علامہ ابو محمد محمد عبدالرشید رحمہ اللہ تعالیٰ کے وہ چند مشفقانہ کلمات کا تصور کرتا ہوں۔ تو ایک ہوک سی دل سے اٹھتی ہے اور پکار اٹھتا ہوں۔

غم کی چلیں جو آندھیاں
باغ اجڑ کر رہ گیا

☆ حضرت کی بہت سی یادیں قلب و ذہن میں نقش ہیں کبھی موقع ملا تو قلمبند کی جائیں گی۔ فی الوقت انہیں کلمات پر اکتفاء کرتا ہوا دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بجاہ حبیب الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرحوم کے مراتب و مدارج مزید بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام خاص سے نوازے جملہ پسماندگانِ روحانی وجسمانی کو صبر جمیل و اجر جزیل مرحمت فرمائے۔

امین ثم امین

فقط: محمد منشا تابش قصوری مرید کے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم٥

از: عالم باعمل پیر طریقت پاسبان مسلک رضا

حضرت علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ عالی

برادر طریقت عالم باعمل مولانا ابومحمد محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اچانک انتقال فرما جانا بہت بڑا علمی، عملی، مسلکی، جماعتی خلاء ہے۔ گویا۔

ضرورت جتنی جتنی بڑھ رہی ہے صبح روشن کی
اندھیرا اور گہرا اور گہرا ہوتا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ بوسیلہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء آپ کی آخرت بہتر فرمائے، درجات بلند فرمائے اور آپ کے تمام نسبت وروحانی متعلقین کو آپ کا دینی روحانی رنگ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، جس طرح آپ اپنے آقائے نعمت محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور ''فنا فی الشیخ'' کے مقام میں پہنچ گئے تھے اور ایسا عملی وروحانی مشن اپنالیا تھا کہ۔

لگا دی ہے میرے محبوب نے ایسی لگن مجھ کو
گذاروں گا اسی لذت میں باقی کی عمر اپنی

اور واقعی آپ نے ساری عمر اسی لذت وکیف وسرور میں گذار دی (رحمہ اللہ تعالیٰ ونور اللہ قبرہ) آپ کو آقائے نعمت سے اسی نسبت سے فقیر کے ساتھ بھی پرخلوص محبت وعقیدت تھی اور ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' سے بھی بہت پیار تھا اور موقع بموقع اپنے متعلقین وتلامذہ کو ''ابوداود'' وماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' کا حوالہ ارشاد فرماتے تھے اور 'رضائے مصطفیٰ' پڑھنے اور اس کا سالانہ خریدار بننے کی ترغیب دلاتے تھے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

فقیر: ابوداؤد محمد صادق ۳-۸-۱۴۲۳ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

از: علامہ استاد ذی وقار حافظ محمد عبدالستار سعیدی
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

سیاح بادیہ شریعت سباح بحر معرفت مخزن علم و حکمت پیرِ طریقت حضرت علامہ مولانا پیر ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ سمندری شریف کا شمار چند منتخب و مقتدر علماء اہلِ سنت اور محدثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے ممتاز خلفاء و تلامذہ میں ہوتا ہے۔ آپ علمی تبحر، مذہبی تصلب، مسلکی پختگی میں اپنی مثال آپ تھے، گستاخانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لیے انتہائی سخت اور غلامانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لیے انتہائی نرم تھے گویا کہ آپ اشداء علی الکفار رحماء بینھم کے مظہر اور ارشاد ربانی واغلظ علیھم پر سختی سے کاربند تھے بدمذہبوں کے ساتھ میل جول کے سخت مخالف اور اس کو غیرتِ ایمانی کے خلاف سمجھتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں صادق وہ ہے جو حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دوستوں سے دوستی اور آپ کے دشمنوں سے عداوتِ قلبی رکھتا ہو موصوف اپنی خلوت و

Marfat.com

جلوت، نشست و برخاست، سفر وحضر، وضع وقطع اور لباس وغیرہ تمام معاملات میں سنتِ رسول کو ملحوظ رکھتے۔ آپ کی تمام زندگی اتباع قرآن وسنت سے عبارت ہے۔ الغرض وہ ایک مخلص مبلغ، باعمل عالم دین، عظیم مذہبی سکالر، امت مسلمہ کی خیر خواہی کے جذبہ سے سرشار بے مثال مفکر، متبع سنت اور سچے عاشقِ رسول تھے۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ موصوف جیسی شخصیات دنیا سے پردہ فرما کر بھی اپنی خدمات اور روحانی فیضان کے اعتبار سے زندہ رہتی ہیں۔

نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

اللہ تعالیٰ ان کو بلندی درجات عطا فرماتے ہوئے بہشت بریں میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ان کے صاحبزادوں کو ان کا صحیح جانشین بنائے۔

آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین

احقر: حافظ محمد عبدالستار سعیدی

یکم شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

از: محسنِ اہلِ سنت مولانا

محمد صدیق ہزاروی مدظلہ عالی

پاسبان مسلک رضویت حضرت علامہ صوفی ابو محمد محمد عبدالرشید رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے راقم کی ملاقات کا شرف بہت کم حاصل رہا لیکن ان کی دینی و ملی خدمات بالخصوص مسلک اہل سنت و جماعت سے ان کی مضبوط ترین وابستگی سے آگاہی ضرور حاصل رہی۔

علامہ اہلِ سنت کو اگر تین طبقات میں تقسیم کیا جائے تو صورت حال کچھ یوں بنتی ہے۔

ایک وہ طبقہ ہے جو صلح کلی کا اس قدر شکار بن چکا ہے کہ دوسرے مکتب فکر سے میل جول میں تمام حدود کو پھلانگ کر دوسروں کے رنگ میں یوں رنگا جاتا ہے کہ اس کی مسلکی غیرت کا پردہ بھی چاک کر دیتا ہے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو وسیع تر مفادات اور مشترکہ دینی مقاصد کی خاطر دوسرے مکاتب فکر سے اتحاد کی راہ تو اختیار کرتا ہے لیکن اپنے مسلک اور غیرت ایمانی کا سودا ہرگز نہیں کرتا۔

Marfat.com

راقم کے خیال میں اس طبقہ کو معتوب کرنا اور قابل گردن زدنی قرار دینا کوتاہ بینی ہے یہ لوگ ابتلاء و آزمائش کے سخت ترین مراحل سے گزر کر مسلک کی نمائندگی کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور مشترکہ مقاصد یا ملکی اداروں کو دوسروں کے حوالے کرنے کی بجائے عملاً شریک ہو کر اپنے وجود کا ملکی اور بین الاقوامی سطح پر احساس دلاتے ہیں۔ تیسرا طبقہ ان علماء کا ہے جسے مسلکی وابستگی کے حوالے سے مضبوط ترین طبقہ کہا جا سکتا ہے اور وہ فرقہ باطلہ سے کسی قسم کا میل جول قطعاً پسند نہیں کرتے یقیناً یہ عمل اُن کی عزتِ ایمان کا مظہر ہوتا ہے اگرچہ یہ لوگ اس ابتلاء سے نہیں گزرتے جس سے دوسرا طبقہ گزرتا ہے۔

حضرت علامہ صوفی ابو محمد محمد عبدالرشید رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی تیسرے طبقہ علماء سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے زندگی بھر محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا درس دیا اور اسی محبت کی روشنی میں دوسرے فرقوں سے دور رہے یقیناً ان کا یہ عمل ایمانی غیرت کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ۲۰۰۲/۱۰/۱۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

از: صاحبزادہ علامہ محمد ممتاز احمد سدیدی

جامعہ ازہر قاہرہ مصر

حضرت علامہ مولانا ابو محمد محمد عبد الرشید قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحلت کی اطلاع سے سخت صدمہ ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون، وہ بلاشبہ علم و عمل کا پیکرِ محسوس تھے، تقویٰ و طہارت میں یادگار اسلاف تھے، دین کی تبلیغ کا جنون کی حد تک شوق رکھتے تھے، بلاخوف لومة لائم کلمہ حق بلند کرتے تھے، وہ علامہ اقبال کے اس شعر کا مصداق تھے۔

ہو حلقہ یاراں تو ریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت و نور کی بارش فرمائے۔ جناتِ عالیہ میں ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے صاحبزادوں کو اپنے عظیم والد کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین برحمت سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین!

احقر: ممتاز احمد سدیدی

جامعہ ازہر القاہرہ مصر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

مناظرِ اسلام غازی ملت مولانا ابوالحبیب محمد بشیر احمد قادری رضوی

عبدالرشید رشید جل جلالہ کا بندہ بنا ہے خوب | پھر سرور دو عالم ﷺ کا بندہ بنا ہے خوب
فیضانِ صدیق و عمر پائے عجیب تھے | کرتے ذکر یوں کوئی مستانہ بنا ہے خوب
عثمان و حیدر کے سراپا طالب فیضان تھے | حیا و شجاعت کا سماں تو یوں بنا ہے خوب
فیضان غوث اعظم کا پائے ہوئے ہیں خوب | عبدالرشید جس میں دیوانہ بنا ہے خوب
فیض رضا بھی خوب ہی پہنچا ہے آپ کو | محدث اعظم جس کا سبب بنا ہے خوب
خواجہ اجمیر سے وابستگی بھی خوب تھی | صابر پیا کے ذکر میں وارفتہ بنا ہے خوب
عبدالرشید میرا تھا سرتاپا حسن عمل | حصول علم میں رات دن طالب بنا ہے خوب
شرم و حیا تھی آپ کو خوف خدا میں خوب | حصول رضاء حق میں طالب بنا ہے خوب
انما یخش اللہ من عبادہ العلماء | میرا رشید مصداق آیت بنا ہے خوب
تبلیغ حق کرنے میں تھے اپنی مثال آپ | اکثر مناظروں میں بھی فاتح بنا ہے خوب
تحقیق حق میں آپ کو خاصہ عبور تھا | مبہوت پیش آپ کے منکر بنا ہے خوب
بشیر فضل حق یہ تھا میرے رشید پر | لو عطاء کم الرسول کا حامل بنا ہے خوب

از قلم: فقیر ابوالحبیب محمد بشیر احمد قادری رضوی ریڈیالہ وڑائچ گوجرانوالہ

۲۹ جمادی الآخر ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۲/۰۹/۰۸

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

مناظرِ اسلام غازی ملت مولانا ابوالحبیب محمد بشیر احمد قادری رضوی

میرا خدا بذاتہٖ قدیم و رشید ہے — برادر میرا بفضلہٖ عبدالرشید ہے
علم فضل کی دولتوں سے مالا مال ہے — تقویٰ مثالی رکھے ہوئے عبدالرشید ہے
خلافت محدث اعظم پائے ہوئے ہے خوب — لو مرید باصفا عجب عبدالرشید ہے
جب سے آئے میدان میں خطابت لیے ہوئے — تو کلمہ حق کہتا رہا عبدالرشید ہے
تبلیغ دیں کرتے رہے تو بے ریا ہیں خوب — اپنے بیگانوں میں تو خود عبدالرشید ہے
تحقیق حق جو کر گئے ہیں اعلیٰ حضرت خوب — وہ پیش نظر رکھے ہوئے عبدالرشید ہے
تعلیم وہدایت محدث اعظم سے پائی خوب — حامل تو اس پر دیکھ لو عبدالرشید ہے
وہ سچے علمبردار تھے قرآن وحدیث کے — ان کا تحفظ کرتا رہا عبدالرشید ہے
ذکر خدا و مصطفیٰ ہر حال میں محبوب — رکھے ہوئے دل وجان سے عبدالرشید ہے
دن رات پڑھنا اور پڑھانا محبوب تھا — یہ بات پائے شیخ سے عبدالرشید ہے
رکھتے تھے اپنے دین پر استقامت لاجواب — یوں شہرہ ہوا جس کا وہ عبدالرشید ہے
بشیر آخر کہہ دو فضل حق بعطائے مصطفیٰ — حکمی شہادت پا گیا عبدالرشید ہے

از قلم: فقیر ابوالحبیب محمد بشیر احمد قادری رضوی ریڈیالہ وڑائچ گوجرانوالہ

یکم رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

Marfat.com

صاحبِ نصیب

از شوکت جمیل مستانہ

حضرت مولانا ابو محمد محمد عبد الرشید قادری رضوی علیہ الرحمہ کے وصال پاک کی خبر دل و جان پر آتشِ فراق بن کر گری۔ آپ کی ذاتِ ستودہ صفات اہل سنت و جماعت کا عظیم سرمایہ تھی۔ مولا کریم ان کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

اللہ والے بھی عجیب ہوتے ہیں
حقیقتوں کے نقیب ہوتے ہیں
ذکر و فکر کی کثرت سے
اپنے رب کے قریب ہوتے ہیں
جب چاہیں بدل دیں تقدیریں
یہ دلوں کے طبیب ہوتے ہیں
موت آ کر بھی انہیں نہیں آتی
یہ موت کے بھی حبیب ہوتے ہیں
بادشاہ بھی گدائی کرتے ہیں
کیسے کہہ دوں غریب ہوتے ہیں
آنکھ والوں سے پوچھ مستانے
کتنے صاحب نصیب ہوتے ہیں

خادم الفقر نعت گو شاعر

محمد شوکت جمیل مستانہ نقشبندی

فاروق آباد تحصیل و ضلع شیخوپورہ

Marfat.com

Marfat.com

اعلحضرت امام اہلسنت

رحمہ اللہ تعالیٰ

مولانا شاہ حافظ احمد رضا خان

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

جان دیدو وعدہ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

نصیبِ دوستاں گر اُن کے در پر موت آنی ہے
خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے

نزع میں لُوٹے گا خاکِ در پہ شیدا نور کا
مَر کے اوڑھے گی عروسِ جاں دوپٹا نور کا

Marfat.com

اعلحضرت امام اہلسنت

رحمۃ اللہ تعالیٰ

مولانا شاہ حافظ احمد رضا خان

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

جان دیدو وعدہ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

نصیبِ دوستاں گر اُن کے در پر موت آنی ہے
خدا یوں ہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے

نزع میں لُوٹے گا خاکِ در پہ شیدا نور کا
مَر کے اوڑھے گی عروسِ جاں دوپٹا نور کا

Marfat.com